ارکانِ اسلام

- کتاب العقائد
- کتاب الطہارۃ
- کتاب الصلوٰۃ
- کتاب الصوم
- کتاب الزکوٰۃ
- کتاب الحج

مولانا محمد عمران اشرف عثمانی (پی ایچ ڈی)
استاذِ حدیث جامعہ دار العلوم کراچی

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
(Quranic Studies Publishers)

باہتمام : خضر اشفاق قاسمی

طبع جدید : ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ ۔ فروری ۲۰۱۵ء

ناشر : مکتبہ معارف القرآن کراچی
(Quranic Studies Publishers)

فون : 92-21-35031565, 35123130

ای میل : info@quranicpublishers.com
mm.q@live.com

ویب سائٹ : ONLINE SHARIAH
www.SHARIAH.com
آن لائن خریداری کے لئے تشریف لائیں۔

ملنے کے پتے
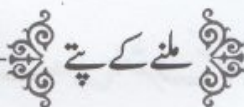
- مکتبہ دار العلوم، کراچی
- ادارۃ المعارف، کراچی
- دار الاشاعت، کراچی
- بیت القرآن، کراچی
- بیت الکتب، کراچی
- مکتبۃ القرآن، کراچی
- ادارہ اسلامیات، کراچی/ لاہور
- بیت العلوم، لاہور
- مکتبہ رحمانیہ، لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید، لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
- کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی
- مکتبہ اصلاح وتبلیغ، حیدر آباد
- ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ آلہ وأصحابہ أجمعین أما بعد:

اسلامی احکام کی تشریح کیلئے الحمدللہ مفصل کتابیں موجود ہیں، لیکن ایک ایسی مختصر کتاب کی ضرورت تھی جس میں کم از کم وہ اسلامی احکام مختصر وقت میں معلوم کئے جا سکیں جن کا جاننا ہر مسلمان کے ذمہ فرضِ عین ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے میرے بیٹے عزیزم مولانا ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی سلمہ تعالیٰ نے یہ کتاب تالیف کی ہے جسے دریا بکوزہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ جو لوگ بڑی بڑی کتابوں کے مطالعے سے گھبراتے ہیں، ان کے لیے اس کتاب نے کوئی حجت نہیں چھوڑی، کیونکہ اس کے ذریعہ وہ مختصر وقت اور مختصر لفظوں میں ارکانِ اسلام سے متعلق ضروری بنیادی معلومات بہ آسانی حاصل کر سکتے ہیں۔

الحمدللہ تمام مسائل مستند ہیں، اور میری نظر سے گذرے ہیں۔ اندازِ بیان سادہ، عام فہم اور دلنشین ہے۔ میرے نزدیک یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے اسکولوں میں "اسلامیات" کے نصاب کا حصہ بنایا جائے کیونکہ "اسلامیات" کے نصاب کی مروجہ کتابیں

ارکانِ اسلام کی ان بنیادی معلومات سے خالی ہیں۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مستحسن کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرما کر قارئین کے لئے نافع بنائیں، اور یہ عزیزم مؤلف سلمہ کے لئے ذخیرۂ آخرت ثابت ہو۔ آمین۔

محمد تقی عثمانی
دار العلوم کراچی نمبر ۱۴
۱۴۳۵/۱۱/۲۷ھ

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

ارکان اسلام

کتابُ العقائد

کتاب العقائد

(عقائد کا بیان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا﴾ (آیت نمبر ۱۳۶، سورۃ النساء)

ترجمہ: مومنو! خدا پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ اور جو شخص خدا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور روزِ قیامت سے انکار کرے وہ راستے سے بھٹک کر دور جا پڑا۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو جمع فرما دیا ہے جن پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔ لہٰذا بزرگوں نے ان تمام عقیدوں کو کچھ کلمات میں جمع فرما دیا ہے جو ہر مسلمان کو سمجھ کر یاد بھی کرنے چاہئیں اور ان پر عقیدہ بھی رکھنا چاہئے۔

پہلا کلمہ، کلمہ طیّبہ:

وہ کلمہ جس کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے، اور اس کے پڑھتے رہنے کا بہت ثواب ہے، مندرجہ ذیل ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوسرا کلمہ، کلمہ شہادت

کلمہ شہادت یہ ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

ایمانِ مجمل

ایمانِ مجمل مندرجہ ذیل ہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

ایمانِ مفصّل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بُری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر۔

تیسرا کلمہ تمجید

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

ترجمہ: اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک ہے، اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور کوئی طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے ذریعے حاصل نہیں ہو سکتی جو بلندی اور عظمت والا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ. ط

ترجمہ: تنہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔
سلطنت اسی کی ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اسکی وحدانیت (یعنی اس کے ایک ہونے) پر ایمان (دل سے یقین) رکھا جائے (کہ صرف وہی ایک خدا ہے) اور تمام صِفاتِ کمال کا اعتقاد (یقین) رکھے، یعنی یہ سمجھے کہ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تمام آسمان وجہان اُسی نے پیدا کئے ہیں، وہ بڑی قدرت والا ہے، وہ اپنے بندوں کے نیک کام کی بہت قدر کرتا ہے یعنی اس پر بہت ثواب دیتا ہے۔ اور اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے کرتا ہے تمام عالم میں جو کچھ ہونے والا تھا اس نے سب پہلے ہی سے لکھ دیا تھا، اس کو تقدیر کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے، اس کے علم اور قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی وہی سب کا خالق اور رازق (رزق دینے والا) ہے، وہی زندگی دیتا ہے، وہی موت دیتا ہے وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ اور وہ سچے تھے جو احکام اور خبریں انہوں نے ہمیں پہونچائی تھیں وہ سچ ہیں اور رسول اللہ ﷺ آخری پیغمبر تھے، اور ان پر اُتاری ہوئی آخری کتاب قرآن ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جبرئیل علیہ السلام اس کو حضور اکرم ﷺ تک لائے تھے (حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی تمام پیغمبروں پر وحی لایا کرتے تھے) اور پچھلی آسمانی کتابوں یعنی تورات، زبور انجیل وغیرہ پر بھی یہ ایمان رکھنا ضروری ہے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل فرمائی تھیں، لیکن یہودیوں اور عیسائیوں نے ان میں تبدیلی کردی۔ اور اب وہ کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں، اب قیامت تک قرآن شریف ہی کا حکم باقی رہے گا۔ قرآن کریم اپنی اصلی حالت میں محفوظ

ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آخرت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ یعنی یہ اعتقاد رکھنا کہ مرنے کے بعد سوال ہوگا اور قبروں سے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا، اور انسان کے اعمال نامہ تولے جائیں گے اور سب اعمال کا حساب ہوگا۔ اور نیک بندوں کو حضور اکرم ﷺ کے حوضِ کوثر سے سیراب کیا جائے گا، دوزخ پر پُل صراط رکھا جائیگا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا، جنّتی لوگ اسے آسانی سے پار کر جائیں گے اور دوزخی اسمیں گر جائیں گے، قیامت میں آنحضرت ﷺ شفاعت بھی فرمائیں گے، جنّت والوں کو اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی نصیب ہوگا، جو سب سے عظیم نعت ہوگی، اور جنت دوزخ ہمیشہ رہے گی نہ وہ کبھی فنا اور ختم ہوگی۔ اور نہ ان میں رہنے والے مریں گے۔

ان کے علاوہ چند عقیدے اور بھی لازم ہیں، مثلاً تمام صحابہ کرام کو نیک اور سچا ماننا، اور ان سب میں چاروں خلفاء راشدین (حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ) کو بالترتیب افضل سمجھنا، حضور اکرم ﷺ کے معراج پر یقین کرنا، اور جو باتیں بھی حضور اکرم ﷺ سے یقینی طور پر ثابت ہوں، ان سب کو درست سمجھنا مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کو عقائد کا درست رکھنا بہت ضروری ہے۔ مزید تفصیل عقائد کی کتابوں سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کامل عطا فرمائے اور فلاحِ دارین عطا فرمائے۔ آمین

کتاب الطّہارۃ

کتابُ الطہارۃ

(وضوکا بیان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطھرین

ترجمہ: اللہ بہت توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے اور خوب پاک رہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الطھور شطر الایمان

ترجمہ: پاکی نصف ایمان ہے۔

اسلام میں طہارت اور پاکی کی بہت اہمیت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لا تقبل صلاۃ بغیر طھور** یعنی نماز بغیر پاکی کے مقبول نہیں۔ اس لیے ہر نماز سے پہلے تمام جسم اور کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں:

۱۔ مونچھوں کو ترشوانا

۲۔ داڑھی کو بڑھانا

۳۔ مسواک کرنا

۴۔ ناک میں پانی ڈال کر صفائی کرنا

۵۔ ناخن ترشوانا

۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کو اچھی طرح دھونا۔

۷۔ بغل کے بال صاف کرنا۔

۸۔ ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا۔

۹۔ پانی سے استنجا کرنا۔

۱۰۔ اس حدیث کے راوی فرماتے ہیں کہ میں دسویں چیز بھول گیا، میرا خیال ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔

صفائی ستھرائی اور پاکی سے نہ صرف جسمانی صحت نصیب ہوتی ہے بلکہ انسان روحانی اور دلی سکون محسوس کرتا ہے اور بندہ اللہ تعالے کے قریب ہوجاتا ہے، فرشتے نزدیک اور شیطان دور ہوجاتا ہے۔ اس لیے انسان کو ہر وقت پاک صاف رہنا چاہیے، اور ہر قسم کی نجاست سے بچنا چاہیے۔

نجاست سے بچنے کے لئے پہلے نجاست کو سمجھنا ضروری ہے۔ نجاست کے معنی ناپاکی کے ہیں۔

نجاست کی اقسام

نجاست کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نجاست حقیقی ۲۔ نجاست حکمی

نجاست حقیقی

نجاست حقیقی یہ ہے کہ جو چیز از خود ناپاک ہو مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ۔

نجاست حکمی

نجاست حکمی یہ ہے کہ جو چیز از خود ناپاک نہ ہو بلکہ کسی وجہ سے نجاست کے حکم میں ہو، مثلاً انسان کا جسم وضو ٹوٹنے کے بعد حکمی طور پر ناپاک ہوتا ہے، چنانچہ نماز نہیں پڑھ سکتا، البتہ حقیقی طور پر ناپاک نہیں ہوتا۔ لہٰذا اگر اسے کوئی چھوئے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا، جیسے پاخانہ کو چھونے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس نجاستِ حکمی کو حدث بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ حدثِ اصغر ۲۔ حدثِ اکبر۔

حدثِ اصغر

حدثِ اصغر سے مراد وہ ناپاکی ہے جس میں وضو ضروری ہو۔

حدثِ اکبر

حدثِ اکبر سے مراد وہ ناپاکی جس میں غُسل ضروری ہو۔

نجاست حقیقی کی اقسام

نجاست حقیقی کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نجاست غلیظہ ۲۔ نجاست خفیفہ

نجاست غلیظہ

نجاست غلیظہ وہ نجاست ہے جو سخت ناپاک ہو، مثلاً انسان کا پیشاب پاخانہ، منی، خون وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ان میں جو گاڑھی چیزیں ہیں مثلاً پاخانہ وغیرہ، وہ اگر ساڑھے چار ماشے (۴۰۷۴ ۳ گرام) سے کم جسم یا کپڑے پر لگی ہو تو بغیر دھوئے بھی نماز ہو جائے گی لیکن دھو لینا بہتر ہے اگر اس سے زیادہ ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان میں جو بہنے والی چیزیں ہیں وہ اگر ایک روپیہ کے سکہ (موجودہ پانچ روپے کے سکہ)

سے کم بدن یا کپڑے پر لگی ہوں تو نماز ہو جائے گی لیکن دھو لینا بہتر ہے اگر اس سے زیادہ ہوں تو نماز نہیں ہوگی۔

نجاست خفیفہ

نجاست خفیفہ وہ نجاست ہے جو ہلکی ناپاک ہو جیسے حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جسم یا کپڑے کے جس حصہ پر لگی ہو اگر اس کے چوتھائی حصہ سے کم ہو تو وہ معاف ہے، زیادہ ہو تو دھوئے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

پاک کرنے کا طریقہ

کپڑے پر جس قسم کی نجاست بھی لگی ہو اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے اس طرح دھوئے کہ اس کا اثر ختم ہو جائے، اور اگر وہ نظر نہ آ رہی ہو تو تین بار دھو کر نچوڑ لے۔ اسی طرح جسم پر جس جگہ بھی نجاست لگی ہو اسے پانی سے دھو کر پاک کر لے۔ پیشاب یا پاخانہ کے بعد پانی سے استنجا کرنا مسنون ہے، لیکن اگر پانی نہ ہو تو صاف مٹی یا پتھر کے ڈھیلے سے بھی استنجا کیا جا سکتا ہے۔

بیت الخلا میں جانے کی مسنون دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ط

ترجمہ: اے اللہ! میں خبیث شیاطین سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔

جب استنجا سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے مغفرت مانگتا ہوں، تمام تعریفیں

اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے گندگی دور کی اور مجھے عافیت عطاء فرمائی۔

وضو کا بیان

جب انسان نماز کا ارادہ کرے تو اسے وضو کرنا ضروری ہے، وضو میں مندرجہ ذیل ترتیب سے اعضاء دھونے چاہئیں۔

۱۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے (تین مرتبہ)

۲۔ کلی کرے (تین مرتبہ)

۳۔ ناک میں پانی ڈالے اور دھوئے (تین مرتبہ)

۴۔ پورا چہرہ دھوئے۔ (تین مرتبہ)

۵۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے (تین مرتبہ)

۶۔ پورے سر کا مسح کرے

۷۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے (تین مرتبہ)

فرائضِ وضو

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں:

۱۔ پورا چہرہ دھونا

۲۔ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھونا

۳۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا

۴۔ دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

۱۔ شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

۲۔ ہر عضو مذکورہ بالا ترتیب سے تین بار دھونا۔

۳۔ ہر عضو لگاتار بغیر وقفہ کے دھونا۔

۴۔ مسواک کرنا۔

۵۔ انگلیوں کے درمیان خلال کرنا۔

۶۔ پورے سر، کانوں اور گردن کا مسح کرنا۔

۷۔ دائیں عضو کو پہلے دھونا۔

۸۔ قبلہ رخ بیٹھنا۔

وضو توڑنے والی چیزیں

۱۔ پیشاب کرنا

۲۔ پاخانہ کرنا

۳۔ جسم کے کسی بھی حصہ سے خون یا پیپ نکل کر بہے۔

۴۔ ریاح خارج ہو۔

۵۔ ٹیک لگا کر سو جائے۔

۶۔ نماز میں اتنی زور سے ہنسے کہ دوسرے آدمی کو آواز آجائے۔

۷۔ منہ بھر کر قے ہو جائے۔

غسل کا بیان

غسل کے معنی نہانے کے ہیں، غسل سے انسان کو مزید پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔
غسل بعض صورتوں میں فرض ہو جاتا ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عورت سے صحبت کے بعد

۲۔ سوتے ہوئے احتلام کے بعد

۳۔ جاگتے ہوئے اگر منی شہوت کے ساتھ کود کر نکل جائے۔

۴۔ حیض بند ہونے کے بعد۔

۵۔ نفاس کا خون بند ہونے کے بعد

فرائضِ غسل

غسل کرنے میں تین چیزیں فرض ہیں:

۱۔ منہ بھر کے کلی کرنا

۲۔ ناک میں پانی ڈالنا

۳۔ پورے بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

پانی کے احکام

ہر پاک پانی سے غسل کیا جاسکتا ہے۔ جیسے دریا، سمندر، نہر اور بہتی ہوئی ندی، بارش کا پانی اور نلکے کا صاف پانی وغیرہ۔

البتہ مندرجہ ذیل پانیوں سے وضو یا غسل نہیں کیا جاسکتا:

ناپاک پانی، وضو یا غسل میں استعمال شدہ پانی، ایسا پانی جس میں کوئی چیز گر گئی ہو اور اس کا رنگ، بُو یا ذائقہ تبدیل ہوگیا ہو۔

تیمم کا بیان

جب ایک میل کی مسافت تک پانی نہ ہو، یا اتنا کم پانی موجود ہو کہ اگر اسے وضو میں استعمال کیا جائے تو پیاسے کے لئے پانی نہیں بچے گا، یا وضو اور غسل کرنا نقصان دہ ہو اور بیماری کا خطرہ ہو تو وضو کے بجائے تیمم کرسکتا ہے۔ یعنی مٹی کے ذریعہ پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔ تیمم میں پاکی حدثِ اصغر (وضو) اور حدثِ اکبر (غسل) دونوں کے لیے ہوسکتی ہے۔

تیمم کا طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ پاک مٹی یا مٹی کی بنی ہوئی چیز پر دونوں ہاتھ مار کر منہ پر پھیر لے، پھر دونوں ہاتھ مار کر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر پھیر لے۔ اسے تیمم کہتے ہیں۔

حیض ونفاس کا بیان

حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغہ عورت کو ہر مہینے کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز تک شرمگاہ سے آئے، اور نفاس وہ خون ہے جو عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک آئے۔ حیض ونفاس کے زمانہ میں عورت پر نماز معاف ہے، اور ان کی قضا بھی واجب نہیں۔ البتہ اس زمانے میں رمضان کے روزے نہ رکھے لیکن بعد میں قضا کرے۔

حیض ونفاس میں قرآن مجید کو چھونا اور اسکی تلاوت کرنا جائز نہیں۔ البتہ ایک ایک کلمہ رُک رُک کر پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح قرآن وحدیث کی مسنون دعائیں، ذکر واستغفار کرسکتی ہے۔

استحاضہ کا بیان

اگر کسی عورت کو تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ حیض کا، یا چالیس روز سے زیادہ نفاس کا خون آئے، یا جس عورت کی حیض ونفاس کی مدت مقرر ہے، اس سے زیادہ خون آئے اور دس دن سے بڑھ جائے، تو وہ استحاضہ کا خون سمجھا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ عورت ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے اور اس نماز کے وقت میں اس وضو سے جتنی چاہے فرض، واجب، سنتیں اور نوافل پڑھ لے، پھر اگلی نماز کے لئے نیا تازہ وضو کرے۔ یہی ہر

اُس معذور کا حکم بھی ہے جس کا پیشاب یا خون مستقل جاری ہو اور اتنا وقفہ بھی نہ ہو جس میں وہ چار رکعت نماز پڑھ سکے، تو وہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے اور اس سے جتنی چاہے فرض، واجب، سنتیں اور نوافل پڑھ لے پھر اگلی نماز کے لئے نیا تازہ وضو کرے۔

اگر تین دن سے کم خون آئے پھر پاکی ہو جائے اور پھر پندرہ دن کے اندر دوبارہ خون آجائے تو شروع کے دس دن یا اگر عادت مقرر ہے تو اتنے دن حیض سمجھے جائیں گے، باقی استحاضہ۔ اور اگر پندرہ دن کے بعد خون آئے تو پہلا خون استحاضہ (تین دن سے کم ہونے کی وجہ سے) اور دوسرا خون حیض ہے (اگر وہ تین دن سے زیادہ ہو ورنہ یہ بھی استحاضہ ہے)۔

کتاب الصّلوٰۃ

کتاب الصلوٰۃ

(نماز کا بیان)

اسلام میں نماز کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ ایمان کے بعد سب سے اہم فریضہ نماز قائم کرنا ہے، قرآن کریم میں تقریباً سات سو جگہ نماز کی اہمیت اور تقریباً ننانوے آیات میں اس کی ترغیب اور تاکید آئی ہے۔ متعدد احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نماز دین کا بنیادی ستون ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳﴾ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲، ۳)

ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے ان ڈر رکھنے والوں کے لئے۔ جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اُس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں ۝۳

﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝۷۸﴾

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر ۷۸)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) سورج ڈھلنے کے وقت سے لے کر رات کے اندھیرے تک نماز قائم کرو، اور فجر کے وقت قرآن پڑھنے کا اہتمام کرو۔ یاد رکھو کہ فجر کی تلاوت میں مجمع حاضر ہوتا ہے۔ ﴿۷۸﴾

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّامَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝﴾ (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۱۰)

ترجمہ: کہہ دو کہ: ''چاہے تم اللہ کو پکارو، یا رحمٰن کو پکارو، جس نام سے بھی (اللہ کو) پکارو گے،، (ایک ہی بات ہے) کیونکہ تمام بہترین نام اُسی کے ہیں۔'' اور تم اپنی نماز نہ بہت اُونچی آواز سے پڑھو، اور نہ بہت پست آواز سے، بلکہ ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ اختیار کرو۔

اسی طرح قرآن پاک میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ

ترجمہ: یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے (قیامت میں) جو سوال ہوگا وہ نماز کے بارے میں ہوگا، اگر وہ ٹھیک نکلی تو باقی سارے اعمال ٹھیک نکلیں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو باقی سارے اعمال خراب نکلیں گے۔ (۱)

(۱) (المعجم الأوسط 2/ 240) وبه (أنس بن مالک) عن النبی قال: أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة فإن صلحت صلح له سائر عمله وإن فسدت فسد سائر عمله(.السنن الكبرى للبيهقي وفي ذيله الجوهر النقي 2) /: (387 أخبرنا أبو الحسين بن بشران ببغداد أخبرنا أبو جعفر الرزاز حدثنا على بن إبراهيم الواسطي حدثنا يزيد بن هارون=

قرآن پاک کی ان تمام آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نماز کی کس قدر اہمیت ہے۔

نمازوں کے اوقات

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضور اکرم ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو دنوں (آج اور کل) تم میرے ساتھ نماز ادا کرو۔ (پھر دوپہر کے بعد) جیسے ہی سورج ڈھلا، آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیں، پھر آپ ﷺ نے انہیں اقامت کہنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے اقامت بھی کہی (اور پھر ظہر کی نماز ادا کی گئی)، پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے (پہلے اذان دی اور پھر) عصر کی نماز کی اقامت کہی، (اور عصر کی نماز ادا کی گئی) یہ اذان اور پھر اقامت ایسے وقت جب سورج خوب اونچا اور روشن تھا، (یعنی اس کی روشنی میں فرق نہیں پڑا تھا جیسے غروب سے پہلے فرق پڑتا ہے)۔ پھر سورج غروب ہوتے ہی آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے اسی طرح مغرب کے لئے اذان اور اقامت کہی اور مغرب کی نماز ادا کی گئی۔ پھر جیسے ہی شفق غائب ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی نماز کے لیے اذان اور اقامت کہی (اور عشاء کی نماز ادا کی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح ہوئی نماز ادا کی گئی۔ پھر جب دوسرا دن آیا

= أخبرنا داود بن أبى هند عن زرارة بن أوفى عن تميم الدارى قال :إن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة المكتوبة ، فمن أتمها حوسب بما سواها ، وإن كان قد انتقصها قيل انظروا هل له من تطوع؟ فإن كان له تطوع أكملت الفريضة من التطوع وإن لم يكن له تطوع لم تكمل الفريضة ، وأخذ بطرفيه فقذف فى النار .ووقفه كذلک سفيان الثورى وحفص بن غياث عن داود بن أبى هند .ورواه يزيد الرقاشى عن أنس بن مالک عن النبى -صلى الله عليه وسلم -بمعنى حديث تميم الدارى عن النبى -صلى الله عليه وسلم -فى الصلاة والزكاة وإتمامه.

تو آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت پڑھی جائے۔ تو آپ ﷺ کے حکم کے مطابق انہوں نے ٹھنڈے وقت میں اذان و اقامت کہی اور خوب اچھی طرح وقت ٹھنڈا کر دیا، یعنی کافی تاخیر کر کے ظہر اس دن بالکل آخری وقت میں پڑھی گئی اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھی کہ سورج اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گذشتہ روز کے مقابلے میں زیادہ دیر سے پڑھی۔ اور عشاء تہائی رات گذرنے کے بعد پڑھی۔ اور فجر کی نماز تھوڑا اُجالا ہونے (سورج طلوع ہونے سے ذرا پہلے) پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری نمازوں کا (مستحب) وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے ان دونوں میں دیکھا۔

خلاصہ یہ کہ فجر کا وقت صبح صادق طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور سورج طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کا وقت زوال (سورج کے ڈھلنے) سے لے کر کسی چیز کے سایہ کے دوگنا ہونے تک، عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے سے سورج کے غروب ہونے تک، مغرب کا وقت سورج کے غروب ہونے سے شفق (سُرخی) غائب ہونے تک۔ اور عشاء کی نماز شفق (سفیدی) غائب ہونے سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔ البتہ سورج پیلا (زرد) ہونے کے بعد اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز مکروہ ہے۔

البتہ پانچ اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع ہے، سورج کے طلوع کے وقت، استواء (یعنی ایسے وقت جب سورج آسمان کے بیچوں بیچ ہو، اور مغرب کی طرف ڈھلا نہ ہو) اور غروب ہونے کے وقت، نیز فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد۔ البتہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھی جا سکتی ہے اور نمازِ جنازہ بھی، نیز سجدہ تلاوت بھی کیا جا سکتا ہے۔

اذان اور تکبیر (اِقامت)

جب نماز کا وقت آتا ہے تو لوگوں کو مطلع کرنے کے لئے کچھ کلمات بلند آواز سے کہے جاتے ہیں اسے اذان کہتے ہیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اللّٰہُ اکبرُ، اللّٰہُ اکبرُ، اللّٰہُ اکبرُ، اللّٰہُ اکبرُ، اشھدُ انْ لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ، اشھدُ انْ لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ، اشھدُ انَّ مُحمداً رّسول ُاللّٰہ، اشھدُ انَّ مُحمداً رّسولُ اللّٰہ ، حیّ علی الصلاۃ ،حیّ علی الصلاۃ، حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح، اللّٰہُ اکبرُ، اللّٰہُ اکبرُ، لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ۔

جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو اس وقت لوگوں کو نماز کی تیاری کے لئے جو کلمات کہے جاتے ہیں ان کا نام تکبیر یا اقامت ہے۔ اور وہ کلمات وہی ہیں جو اذان کے ہیں، صرف یہ فرق ہے کہ حیّ علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ "قد قامتِ الصلاۃ" کہا جاتا ہے۔

اذان اور تکبیر کے وقت باوضو ہونا چاہیے، اور اذان سننے والے شخص کو اذان کا جواب بھی دینا چاہیے، جواب دینے کے لئے اذان کے ہی الفاظ دُہرائے جاتے ہیں البتہ حیّ علی الصلاۃ ، حیّ علی الفلاح کے جواب میں لا حولَ ولا قوّۃَ اِلّا باللّٰہ اور فجر کی اذان میں الصلاۃُ خیرٌ مِنَ النّومِ کے بعد صَدَقْتَ وَبرَرْتَ کہنا چاہیے۔

اذان مسجد سے باہر کے حصے میں بلند آواز سے کھڑے ہو کر اور دونوں کانوں میں انگلی دے کر دی جاتی ہے۔ اور تکبیر مسجد میں ہی بلند آواز سے کھڑے ہو کر کہی جاتی ہے۔

اذان کے بعد درج ذیل دعا پڑھی جاتی ہے:

اَللّٰھمّ ربَّ ھٰذِہِ الدّعوۃِ التّامّۃِ و الصّلاۃ القائمۃ آتِ محمداً الوسیلۃ والفضیلۃ و ابعثہ مقاماً محموداَ نِ الذی

وعدتہ اِنّک لا تُخْلِفُ المِیعادَ.

نماز کا طریقہ

اگر کسی مسلمان کے کپڑے، جسم اور نماز کی جگہ پاک صاف ہے، تو قبلہ رُخ کھڑے ہو کر سب سے پہلے نماز کی نیت کرے۔ نیت دل کے ارادے کا نام ہے اور اگر ارادے کے ساتھ زبان سے بھی آہستگی سے کہہ دے تو اور بھی اچھا ہے۔ نیت میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ نماز مثلاً فجر کی نماز اللہ تعالیٰ کے لئے اس امام کے پیچھے پڑھ رہا ہوں۔

اس کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف رہے، اور دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لَو کے برابر آجائیں، اس طرح ہاتھ اٹھاتے وقت تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) پڑھے اُس کے بعد ثناء پڑھے۔ ثناء یہ ہے:

ثناء

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالیٰ جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیرُکَ۔

اس کے بعد تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔ اس کے بعد تسمیہ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔

اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے۔

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝

اس کے بعد کوئی چھوٹی سورت یا کم از کم تین قرآن کریم کی آیتوں کی تلاوت کرے، مثلاً سورۂ فلق۔

سورۂ فلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝٣ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝٤ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝٥

اس کے بعد رکوع (کھڑے ہو کر جھکنے کی حالت) میں چلا جائے اور اتنا جھکے کہ کمر سیدھی ہو جائے، اپنی ہتھیلیوں سے گھٹنے کو اس طرح پکڑے کہ انگلیوں کے درمیان فاصلہ رہے اور اس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھے۔ تین مرتبہ سے زیادہ پڑھنا ہو تو طاق عدد میں پڑھے، یعنی پانچ، سات یا نو مرتبہ۔

اس کے بعد رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جائے اور اس میں سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ اور اس کے بعد رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔ رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو "قومہ" کہتے ہیں۔ اس کے بعد اس طرح سجدے میں جائے کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے، پھر ہاتھ، پھر ناک، پھر پیشانی، سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ یہ پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الأَعْلَی

اور اگر تین مرتبہ سے زیادہ پڑھنا ہو تو طاق عدد میں پڑھے، جیسا کہ رکوع کے

بارے میں کہا گیا ہے۔ سجدہ کے دوران ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اس طرح رکھے کہ چہرہ ہاتھوں کے درمیان آ جائے، اور پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھے کہ پاؤں کی انگلیاں زمین پر ٹکی ہوئی ہوں اور انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہو گئی ہوں۔ سجدے کے دوران کوشش کریں کہ پاؤں کی انگلیاں زمین سے اٹھی نہ رہیں۔

اس کے بعد سجدے سے اٹھ کر اس طرح بیٹھ جائے کہ دایاں پاؤں زمین پر کھڑا ہو، اور اس کی انگلیاں قبلے کی طرف مڑی ہوئی ہوں اور بائیں پاؤں کو لٹا کر اس پر بیٹھ جائے۔ کم از کم اتنی دیر بیٹھنا چاہئے کہ اس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جاسکے۔ اس تھوڑی دیر بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد دوبارہ سجدہ کرے اس طرح پہلی رکعت پوری ہوگئی۔ اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے، اس کے بعد پھر قیام (کھڑے ہو کر نماز پڑھنا) کرے۔ اور اس میں اسی طرح سورہ فاتحہ اور دوسری سورتوں کی تلاوت کرے اور پھر پہلی رکعت کی طرح رکوع و سجدہ کر کے دوسری رکعت مکمل کرے۔

دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد اس طرح بیٹھ جائے جس طرح ''جلسہ'' میں بیٹھنے کا طریقہ اوپر لکھا ہے، مگر یہ بیٹھنا زیادہ دیر کے لئے ہوگا، اس میں تشہد پڑھے۔ تشہد کی دعا یہ ہے:

تشہّد کی دعا

التّحیاتُ لِلّٰه وَالصَّلَواتُ و الطّیّبات السّلام علیك ایھا النبیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰه وَ بَرَکاتُه، السّلام عَلینا و علیٰ عِبادِ اللّٰهِ الصالِحین، اشھدُ انْ لا اِله اِلّا اللّٰهُ و اشْھَدُ انَّ مُحمّداً عبدُهٗ و رَسُولُه۔

اس بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں۔

تشہد کے بعد دو رکعتیں پوری ہو گئیں، اب اگر دو رکعت والی نماز ہو تو اس کے بعد درود شریف اور دُعائے مسنون پڑھ کر سلام پھیر دے۔ درود شریف اور دعائے مسنون درج ذیل ہیں:

اللّٰھُمَّ صَلِّ علی مُحمَّدٍ وَّ عَلی آلِ مُحمّدٍ کما صلّیتَ عَلی اِبراھیمَ و عَلی آلِ اِبراھیم اِنّکَ حَمِیدٌ مجیدٌ، اللّٰھمّ بَارِکْ علی محمّدٍ وَّ علی آلِ محمّدٍ کما بارکْتَ علی اِبراھیمَ وَ علی آلِ اِبراھیمَ اِنّکَ حمیدٌ مَجیدٌ۔

اور دعا یہ ہے:

ربّنا آتِنا فی الدُّنیا حَسَنَةً و فی الآخِرَةِ حَسَنَة وَ قِنا عذَابَ النّار۔

"اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمایئے، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچایئے"

اس کے علاوہ قرآنِ کریم کی دعاؤں میں سے کوئی اور دعا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اور اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہو تو قعدہ میں صِرف تشہد کی دُعا پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور اسی طرح ایک یا دو رکعتیں مزید پڑھے، ان رکعتوں میں فرض نماز میں کھڑے ہونے کے دوران صرف سورہ فاتحہ پڑھے سورۃ نہ ملائے، البتہ سنت اور نفلی نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت کی تلاوت کرے جس طرح پہلی دو رکعتوں میں کی تھی۔ پھر اس طرح دو رکعتیں پڑھ کر قعدہ (بیٹھنا) کرے اور اس میں تشہد کی دعا کے بعد درود شریف اور مسنون دعا پڑھے۔

نمازِ سُنّت کے مطابق ادا کرنے کے لیے کسی عالم سے عملی طریقہ سیکھنا چاہیے۔

نماز کی شرائط

نماز پڑھنے سے پہلے مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں:

۱۔ جگہ کا پاک ہونا

۲۔ ستر کا ڈھانپنا۔ جس حصے کو ڈھانپنا لازم ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اسے ''ستر'' کہتے ہیں۔ مرد کے لیے کم از کم ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر میں داخل ہے اور عورت کے لئے سوائے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے پورا جسم ستر ہے اور اسے چھپانا ضروری ہے۔ اگر ستر کا کوئی ضروری حصہ کم از کم تین بار سُبحان اللہ کہنے کے برابر کُھلا رہ گیا تو نماز نہیں ہوگی۔

۳۔ جسم اور کپڑے کا پاک ہونا۔ اگر نجاستِ غلیظہ (مثلاً پیشاب، پاخانہ، خون) جسم یا کپڑے پر ایک سِکّے کے برابر لگی ہو، یا نجاستِ خفیفہ (مثلاً بکری کا پیشاب) چوتھائی عضو کے برابر کپڑے یا جسم پر لگی ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

۴۔ قِبلہ رُخ ہونا۔

۵۔ نماز کا وقت ہونا۔

۶۔ نماز کی نیت کرنا۔

فرائضِ نماز

نماز میں یہ کام فرض ہیں، ان کے کیے بغیر نماز نہیں ہوگی:

۱۔ تکبیر تحریمہ (یعنی نماز شروع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا کوئی کلمہ کہنا) جس کے لئے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

۲۔ قیام (کھڑا ہونا) کرنا۔

۳۔ کم از کم ایک آیت تلاوت کرنا

۴۔ رُکوع کرنا۔

۵۔ سجدہ کرنا (کم از کم پیشانی زمین پر رکھنا اور اس کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھنی چاہئے)

۶۔ آخری رکعت میں سجدہ کے بعد کم از کم تشہد (یعنی التحیات للہ الخ) پڑھنے کے برابر بیٹھنا۔

۷۔ نماز سے اپنے کسی کام کے ذریعے باہر آنا (یعنی نماز ختم کرنا)۔ جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ دائیں بائیں منہ پھیر کر دونوں مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔

واجباتِ نماز

مندرجہ ذیل کام نماز میں ضروری ہیں، اگر بھولے سے چھوٹ گئے تو سجدہ سہو ضروری ہے۔ اور اگر جان بوجھ کر چھوڑے تو نماز دہرانا ضروری ہے۔ سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اس کے بعد قعدہ (بیٹھ کر التحیات درود اور دعا) کے بعد دو سلام پھیر لے۔ اگر سجدہ سہو بھی نہ کیا تو نماز کو دہرانا واجب ہوگا۔

۱۔ پُوری الحمد شریف پڑھنا۔

۲۔ پہلی دو رکعتوں میں سورت یا کم از کم تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیت کی تلاوت کرنا۔

۳۔ رُکوع کے بعد کھڑا ہونا (قومہ کرنا)۔

۴۔ دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا (بیٹھنا)۔

۵۔ تمام فرائض ترتیب سے ادا کرنا۔

۶۔ دوسری رکعت کے بعد بیٹھنا (قعدہ کرنا)۔

۷۔ تشہد (التحیات) پڑھنا۔

۸۔ وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا۔

۹۔ نماز ختم کرتے وقت السّلام علیکم ورحمۃُ اللّٰہ کہنا۔

۱۰۔ رکوع ، قومہ ، سجدہ ، جلسہ اور قعدہ اتنے اطمینان سے ادا کرنا کہ ان کاموں میں مناسب فاصلہ رہے، اور ہر جگہ کمر سیدھی ہو جائے۔

۱۱۔ مغرب ، عِشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر کی دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرآت کرنا (یعنی جہر کرنا) جب کہ وہ جماعت کے ساتھ پڑھی جا رہی ہوں اور اس کے علاوہ تمام نمازوں یا رکعتوں میں آہستہ تلاوت کرنا (یعنی سِرّاً پڑھنا)۔

۱۲۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کسی اور سورت یا آیت کی قرآت کرنا۔

۱۳۔ نمازِ وتر میں قنوت کے لیے تکبیر کہنا۔

۱۴۔ دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

نماز کی سُنّتیں

درج ذیل چیزیں نماز میں مسنون ہیں۔ ان کو کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کبھی چھوٹ گئی تو نماز ہو جائے گی:

۱۔ تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانا۔

۲۔ مرد کا ناف کے نیچے اور عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا۔

۳۔ ثنا پڑھنا۔

۴۔ الحمد سے پہلے بِسم اللہ پڑھنا۔

۵۔ رکوع سے اُٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدہ اور ربّنا لك الحمدُ پڑھنا۔

۶۔ فرض کی آخری دو رکعتوں میں الحمد پڑھنا۔

۷۔ دُرود شریف پڑھنا۔

۸۔ دُرود شریف کے بعد دُعا پڑھنا۔

۹۔ دوسرا اسلام کہنا۔

۱۰۔ سلام کے وقت دائیں، بائیں منہ پھیرنا۔

۱۱۔ سجدہ میں ناک رکھنا۔

۱۲۔ رُکوع وسجدے میں تسبیحات پڑھنا۔

مُفسداتِ نماز

نماز کو درج ذیل کام فاسد کردیتے ہیں (یعنی توڑ دیتے ہیں)

۱۔ نماز میں بات کرنا۔

۲۔ نماز میں آہ یا اُف وغیرہ آوازیں نکالنا۔

۳۔ خُدا کے خوف کے بغیر رونا۔

۴۔ قُرآن شریف میں دیکھ کر پڑھنا۔

۵۔ کسی کے سلام کا جواب دینا۔

۶۔ چھینکنے والے کو یَرحَمُكَ اللہ کہنا۔

۷۔ ذراسی چیز کا بھی کھالینا۔

۸۔ خوشی کی خبر پر الحمدُ لِلّٰہ کہنا، یا غم کی خبر پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا۔ [1]

۹۔ اللہ اکبر میں اللہ یا اکبر کے الف کو کھینچنا۔

۱۰۔ اتنا رُخ پھیرنا کہ سینہ قبلہ کی طرف سے پھر جائے۔

۱۱۔ ایسا کوئی بھی عمل کرنا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا۔

۱۲۔ بچّہ کا نماز میں عورت کا دودھ پینا۔

مکروہاتِ نماز

نماز میں کوئی بھی ایسا عمل جو نماز میں داخل نہ ہو اور نماز فاسد بھی نہ کرے وہ مکروہ

---

(۱) فی الدر المختار ص 621ج 1(وجواب خبر) سوء (بالاسترجاع علی المذهب) لأنه بقصد الجواب صار ككلام الناس (وكذا) يفسدها (كل ما قصد به الجواب) كأن قيل أمع الله إله فقال لا إله إلا الله أو ما مالك فقال الخيل والبغال والحمير (النحل) أو من أين جئت فقال وبئر معطلة وقصر مشيد (الحج) (أو الخطاب ك) قوله لمن اسمه يحيى أو موسى (يا يحيى خذ الكتاب بقوة) (مريم) أو وما تلك بيمينك يا موسى (طه)(مخاطبا لمن اسمه ذلك) أو لمن بالباب ومن دخله كان آمنا (آل عمران)۔

و فی حاشية بن عابدين :قوله (وجواب خبر سوء) السوء بضم السين صفة خبر وهو من سأء يسوء سوء ا نقيض سر والاسترجاع قول (إنا لله وإنا إليه راجعون) ثم الفساد بذلك قولهما خلافا لأبي يوسف كما صححه في الهداية والكافي لأن الأصل عنده أن ما كان ثناء أو قرآنا لا يتغير بالنية وعندهما يتغير كما في النهاية وقيل إنه بالاتفاق ونسبه في غاية البيان إلى عامة المشايخ وفي الخانية أنه الظاهر لكن ذكر في البحر أنه لو أخبر بخبر يسره فقال الحمد لله فهو على الخلاف ثم قال ولعل الفرق على قوله إن الاسترجاع لإظهار المصيبة وما شرعت الصلاة لأجله والتحميد لإظهار الشكر والصلاة شرعت لأجله ا هـ قلت وهو مأخوذ من الحلية وفيه نظر إذ لو صح هذا الفرق على قول أبي يوسف لا نتقض الأصل المذكور فالأولى ما في الهداية وغيرها من أن الفرع الأول على الخلاف أيضا ولذا مشى عليه في شرح المنية الكبير فليتأمل قوله (على المذهب) رد على ما في الظهيرية من تصحيح عدم الفساد فإنه تصحيح مخالف للمشهور وعلى ما في المجتبى من أنه لا فساد بشيء من الأذكار التي يقصد بها الجواب في قول أبي حنيفة وصاحبيه فإنه مخالف للمتون والشروح والفتاوى كذا في الحلية والبحر فافهم .

ہے، مثلاً کسی عذر کے بغیر ہاتھ پاوں ہلانا، ادھر اُدھر دیکھنا وغیرہ۔

نماز خشوع وخضوع سے پڑھنی چاہیے، یعنی جو کام کرے اطمینان سے کرے، جو پڑھے دِماغ اُسی کی طرف ہو۔ معنی بھی آتے ہوں تو اور بھی اچھا ہے۔ اگر غیر اختیاری طور پر کوئی دوسرا خیال آجائے تو یاد آنے پر دوبارہ نماز کے الفاظ کی طرف متوجہ ہو جانا چاہئے۔ اس طرح عبادت کرے کہ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

تعدادِ رکعات

فجر : دو رکعت سنّتِ موٴکدہ، دو رکعت فرض۔

ظہر : چار رکعت سنّتِ موٴکدہ، چار فرض، دو رکعت سُنّتِ موٴکدہ، دو نفل۔

عصر : چار سُنّتِ غیر موٴکدہ، چار رکعت فرض۔

مغرب: تین رکعت فرض، دو رکعت سُنّتِ موٴکدہ، دو رکعت سنت غیر موٴکدہ۔

عشاء : چار سنت غیر موٴکدہ، چار فرض، دو سنت، تین وتر، دو نفل

قضاء نماز کا بیان

فرض نماز کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے اور اگر کبھی بُھولے سے یا سونے کی وجہ سے چھوٹ جائے تو جیسے ہی یاد آئے یا جاگے تو فوراً پڑھ لے۔ سُنّت موٴکدہ کی پابندی کرنا چاہیے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اس کی پابندی فرمائی، البتہ کبھی مجبوری میں چُھوٹ گئی تو اس کی قضاء ضروری نہیں ہے، البتہ وتر کی قضاء کرنی چاہیے۔ سفر میں سنّت موٴکدہ نفل بن جاتی ہیں۔ یعنی پڑھنے پر ثواب اور اگر چھوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر کئی نمازیں ایک ساتھ چُھوٹ جائیں تو ان نمازوں کی اُسی ترتیب سے قضاء

کرے جس ترتیب سے چھُوٹی تھیں، لیکن اگر خدانخواستہ چھ سے زیادہ نمازیں چھوٹ گئی ہوں تو پھر ترتیب کے بغیر نمازیں قضاء کرنا بھی جائز ہے۔ اگر قضاء نہ کر سکا تو نمازوں کے فدیہ کی وصیّت کر کے رکھے تاکہ اس کے ورثاء فدیہ ادا کردیں۔ نمازوں کا فدیہ دو سیر گندم یا ایک نماز کی طرف سے دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔

سفر کا بیان

اگر کوئی شخص اڑتالیس میل کا سفر کرے اور اس جگہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو چار رکعت والی نماز آدھی ہو جاتی ہے اسے قصر کہتے ہیں۔ اور اگر کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کی تو وہ مقیم بن گیا یعنی اب وہاں پُوری نماز پڑھے گا۔ مگر جونہی وہاں سے سفر پر روانہ ہوا تو پھر وہ اپنے وطن پہنچنے سے پہلے پہلے قصر کرے گا۔ اب اگر دوبارہ اُسی شہر میں آ گیا جس میں پہلے گیا تھا تو پھر اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو قصر کرے ورنہ پوری نماز ادا کرے۔ اور اگر کوئی نیت نہ ہو تو قصر کرے۔

اگر کوئی مسافر ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو جو مسافر نہیں ہے بلکہ مقیم (یعنی اسی جگہ کا رہنے والا) ہے تو مسافر اس کے پیچھے پوری نماز پڑھے گا۔ البتہ کوئی شخص مسافر نہ ہو، مقیم ہو اور کسی مسافر کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو وہ دو رکعت کے بعد مسافر کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کرے۔ البتہ ان دو رکعتوں میں تلاوت کئے بغیر اتنی دیر قیام کرے جتنی دیر میں سورہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے مگر کچھ پڑھے نہیں البتہ رکوع و سجدہ میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے، وہ پڑھے اور اس طرح نماز پوری کر کے سلام پھیر دے۔

مریض کی نماز

اگر بیماری کی وجہ سے کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت بھی نہ ہو تو لیٹ کر اس طرح پڑھے کہ چت لیٹ جائے پاؤں قبلہ کی طرف کرلے اور رکوع کے لئے ذرا گردن اٹھائے اور سجدہ کے لیے رکوع سے ذرا زیادہ گردن اٹھائے۔ غرض یہ کہ جب تک گردن سے رکوع سجدہ کرنے کا اشارہ کرسکتا ہے نماز پڑھنا فرض ہے۔ تاہم اگر ایسی حالت ہو کہ سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں یا بیہوشی طاری ہو تو جب ایک دن کے اندر اندر طاقت یا ہوش آجائے تو جو نمازیں چھوٹی ہیں ان کی قضاء واجب ہے، لیکن اگر یہ معذوری کی حالت ایک دن سے زیادہ رہے تو نماز معاف ہے، بعد میں قضاء بھی نہیں ہے۔

مدرک، مسبوق اور لاحق کا بیان

مُدرِک کے معنی ہیں پانے والا۔ جو شخص شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہے وہ مُدرک ہے، اور جو شخص پہلی رکعت کے رکوع میں آکر جماعت میں شامل ہو تو وہ بھی مدرک ہے اور مسبوق کے معنی ہیں پیچھے رہ جانے والا، اگر کوئی شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو کم از کم ایک رکعت کے بعد شریک ہو وہ مسبوق ہے۔ اس کی نماز کا حکم آگے ذکر کیا جائے گا۔ لاحق وہ ہے جو ابتدا سے امام کے ساتھ شریک تھا درمیان میں کسی وجہ سے نماز میں نہ رہا اور کوئی رکعت نکل گئی، اس کے بعد دوبارہ امام کے ساتھ شامل ہوگیا۔

مسبوق کی نماز کا طریقہ

جو رکعت امام کے ساتھ نہ ملے اس کو امام کی نماز ختم کردینے کے بعد ادا کرے۔

ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھے کہ جو رکعتیں چھوٹی ہیں ان میں امام نے سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھی تھی یا نہیں۔ جن رکعتوں میں امام نے سورت پڑھی ان میں سے اگر کوئی رکعت چھوٹی ہے تو پہلے اس کو ادا کرے، اور سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ پڑھے۔ اور چھوٹی ہوئی رکعتوں میں جس رکعت میں امام نے سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت نہیں پڑھی تھی اس کی قضاء بھی اس طرح کرے کہ صرف سورہ فاتحہ پڑھے، اس کے ساتھ کوئی سورت نہ پڑھے۔ اگر کوئی رکعت بھی نہ ملی آخر میں شریک ہوا تو اب جس طرح شروع سے آخر تک نماز پڑھی جاتی ہے اس طرح کھڑے ہو کر پوری نماز پڑھ لے۔ اور اگر کوئی رکعت ملی ہے تو قعدہ کے اعتبار سے اس آئندہ رکعت کو دوسری رکعت سمجھے اور قرات کے اعتبار سے پہلی سمجھے۔ مثلاً امام کے ساتھ ایک رکعت ملی تو قضاء کرتے وقت جو پہلی رکعت پڑھے گا، وہ قعدے کے لحاظ سے دوسری رکعت ہوگی۔ چنانچہ اس رکعت میں قرات کر کے التحیات کے واسطے بیٹھ جائے، پھر کھڑا ہو کر قرات کرے کیونکہ یہ قرات کے اعتبار سے دوسری رکعت ہے، اور اس رکعت میں نہ بیٹھے کیونکہ یہ قعدہ کے اعتبار سے تیسری ہے۔ پھر کھڑا ہو کر سورہ فاتحہ پڑھے کیونکہ یہ قرات کے اعتبار سے تیسری رکعت ہے اور قعدہ کے اعتبار سے چوتھی ہے، لہٰذا اب بیٹھ کر تشہد اور درود شریف و دُعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ نماز ختم ہوگئی۔

آسانی کے لئے مختلف رکعتیں چھوٹنے کی صورت میں باقی نماز پڑھنے کا طریقہ الگ الگ لکھا جاتا ہے:

اگر ایک رکعت چھوٹی ہو

اگر صرف ایک رکعت چھوٹی ہے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ اس میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھی پڑھیں گے، اور آخر میں بیٹھ کر تشہد، درود شریف اور دعا حسبِ معمول پڑھ کر سلام پھیر دیں گے۔

اگر دو رکعتیں چھوٹی ہوں

اگر دو رکعتیں چھوٹی ہیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعتیں اس طرح پڑھیں گے کہ دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھی پڑھی جائے گی اور صرف آخری رکعت میں بیٹھ کر التحیات وغیرہ پڑھیں گے اور سلام پھیر دیں گے۔

اور اگر تین رکعتوں والی نماز (یعنی مغرب یا وتر) میں دو رکعتیں چھوٹی ہیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد دو رکعتیں اس طرح پڑھیں گے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھیں گے اور سجدہ کے بعد بیٹھ کر صرف تشہد (التحیات) پڑھیں گے، درود شریف وغیرہ نہیں، اور تشہد کے بعد اٹھ کر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھی جائے گی، اور سجدے کے بعد تشہد (التحیات) کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھی جائے گی۔

اگر تین رکعتیں چھوٹی ہیں

چار رکعت کی نماز میں اگر تین رکعتیں چھوٹ گئیں تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد تین رکعتیں اس طرح پڑھنی ہوں گی کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت بھی پڑھیں گے، اور سجدے کے بعد بیٹھ کر صرف التحیات پڑھیں گے درود شریف وغیرہ نہیں۔ پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھیں گے۔ اور سجدے کے بعد تشہد کے لئے نہیں بیٹھیں گے۔ پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کچھ نہیں پڑھیں گے، اور سجدے کے بعد بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف اور دعا بھی پڑھیں گے اور اس کے بعد سلام پھیر دیں گے، اور اگر نماز تین ہی رکعتوں کی تھی (یعنی مغرب یا وتر) اور اس کے آخر میں امام کے ساتھ اس طرح شامل ہوا ہو کہ تینوں رکعتیں نکل گئیں ہوں (مثلاً التحیات میں آکر ملے) تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد تین رکعتیں اس طرح پڑھیں

گے۔ جیسے اکیلے تین رکعتیں پڑھ رہے ہوں۔

لاحق کی نماز

لاحق کی صورت عموماً اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھتے وقت وضو ٹوٹ گیا، ایسے میں بہتر تو یہ ہے کہ وضو کرنے کے بعد نماز پھر سے شروع کریں، چاہے امام فارغ ہو چکا ہو یا نہ ہو چکا ہو اور پھر وضو کر کے واپس آئے اور جماعت میں دوبارہ شریک ہو کر اگر کوئی رکعت اس دوران چھوٹ گئی ہو تو اپنے آپ کو مسبوق سمجھ کر مسبوق کی طرح نماز پڑھے۔ البتہ ایسے بھی کر سکتا ہے کہ جب وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرنے چلا جائے اور کسی سے بات نہ کرے۔ وضو کر کے دوبارہ امام کے ساتھ نماز ادا کرے جب امام سلام پھیر دے تو اگر کوئی رکعت چھوٹی نہ ہو تو یہ بھی سلام پھیر دے۔ اور اگر کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو تو چھوٹی ہوئی رکعت کھڑے ہو کر ادا کرے مگر اس میں قرآت نہ کرے۔ بس اتنی دیر اندازہ سے کھڑا رہے جتنی دیر میں قرات ہوتی ہے۔ پھر یہ رکعت پوری کر کے نماز ختم کر دے۔

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ میں نیت کے بعد چار تکبیریں پڑھی جاتی ہیں اور پہلی تین تکبیروں کے بعد ایک دعا پڑھی جاتی ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تیسری تکبیر کے بعد جنازہ کی درج ذیل دعا پڑھی جاتی ہے، اس میں رکوع اور سجدہ وغیرہ نہیں ہوتا۔

بالغ جنازہ کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَ غَآئِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ

كَبِيْرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنْثَانَا ۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ ۔ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ ۔

نابالغ بچّے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهُ لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً ۔

نابالغ بچّی کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَّ اجْعَلْهَا لَنَآ اَجْرًا وَّ ذُخراً وَّ اجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً ۔

پھر چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جاتا ہے۔

نمازِ جُمعہ کا بیان

جمعہ کے دن ظہر کی نماز کی جگہ جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ جمعہ کی نماز ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ جمعہ کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور دو رکعتوں سے پہلے دو خُطبے پڑھے جاتے ہیں۔

جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد بھی چھ رکعتیں سنتِ مؤکدہ ہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ جمعہ کی نماز صرف شہر میں پڑھی جاتی ہے۔ چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ صرف ظہر ہی پڑھی جاتی ہے۔ جمعہ کی دو اذانیں ہوتی ہیں، پہلی اذان کے بعد نماز کی تیاری اور مسجد جانے کے سوا کوئی کام جائز نہیں۔ دوسری اذان کے بعد امام دو خطبے دیتا ہے، خطبے کے دوران نماز پڑھنا یا کسی سے بات کرنا جائز نہیں، بلکہ خطبہ ماثورہ سننا ضروری ہے۔

عیدین کی نماز

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اشراق (سورج کے طلوع ہونے) کے بعد شہر والوں (بالغ مردوں) پر دو رکعت نماز واجب ہے۔ اس نماز میں پہلی رکعت کے بعد ثنا پڑھ کر تین مرتبہ ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر (تکبیر) اس طرح پڑھے کہ دو بار تکبیر کے بعد ہاتھ نیچے چھوڑ دے اور تیسری بار ہاتھ کانوں تک اٹھا کر سینے پر باندھ لے اور اس کے بعد تلاوت کرے۔ اور دوسری رکعت میں تلاوت کے بعد تین مرتبہ اسی طرح تکبیر پڑھ کر ہاتھ چھوڑ دے اور پھر چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھائے بغیر تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔ دو رکعت نمازِ عید کے بعد امام دو خطبے پڑھے گا، تمام نمازی اس کو سُن کر گھر جائیں۔

نمازِ وتر

عشاء کی نماز کے بعد تین رکعتیں پڑھنا واجب ہے۔ وتر کی نماز صرف تین رکعت کی ہوتی ہے اور اس میں تیسری رکعت میں قرأت کے بعد تکبیر پڑھ کر دُعائے قُنوت بھی پڑھی جاتی ہے اور باقی نماز اسی طرح پوری کی جاتی ہے۔ دعاءِ قنوت امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے، اور دونوں اسے آہستہ پڑھتے ہیں۔

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّيْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۔

حضرت خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمھیں عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، (جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو)، وہ نماز وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے نماز عشا کے بعد سے طلوع فجر تک مقرر کیا ہے۔ (۱)

نمازِ تراویح

رمضان شریف میں تراویح کی نماز بھی سنتِ مؤکدہ ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ (عورتیں اکثر تراویح کی نماز چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ رمضان شریف میں قرآن مجید کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کرسکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت ہو۔ پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید رمضان ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے۔

(۱) فی سنن الترمذی (باب فضل الوتر :(حدثنا قتیبة حدثنا اللیث بن سعد عن یزید بن أبی حبیب عن عبد الله بن راشد الزوفی عن عبد الله بن أبی مرة الزوفی عن خارجه بن حذافة أنه قال :خرج علینا رسول الله صلی الله علیه و سلم فقال إن الله أمدكم بصلاة هی خیر لكم من حمر النعم .الوتر .جعله الله لكم فیمابین صلاة العشاء إلی أن یطلع الفجر (قال) وفی الباب عن أبی هریرة وعبد الله بن عمرو وبریدة وأبی بصرة (الغفاری) (صاحب رسول الله صلی الله علیه و سلم) قال أبو عیسی حدیث خارجة بن حذافة حدیث غریب لا نعرفه إلا من حدیث یزید بن أبی حبیب۔ وقد وهم بعض المحدثین فی هذا الحدیث فقال (عن)عبد الله بن راشد الزرقی وهو وهم (فی هذا)(و أبو بصرة الغفاری اسمه حمیل بن بصرة وقال بعضهم جمیل بن بصرة ولا یصح)(و أبو بصرة الغفاری رجل آخر یروی عن أبی ذر وهو ابن أخی أبی ذر) قال الشیخ الألبانی: صحیح دون قوله هی خیر لكم من حمر النعم۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح میں قرآن پڑھنے سننے کے لئے)، تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

عورتوں کی نماز

عورتوں کے لئے بھی نماز کا وہی طریقہ ہے جو مردوں کا پیچھے بیان ہوا ہے۔ البتہ چند چیزوں میں مرد عورت کی نماز میں فرق ہے۔ اور وہ فرق یہ ہے:

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک ہاتھ اُٹھانے چاہییں، جب کہ عورتوں کو صرف سینے تک۔

۲۔ مردوں کو قیام کے دوران ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہییں اور عورتوں کو سینہ پر۔ اور وہ بھی اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پُشت پر بچھ جائے۔ مردوں کی طرح دائیں ہاتھ کی انگلیوں کا حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا عورتوں کے لئے ضروری نہیں ہے۔

۳۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کھول کر پکڑنا چاہیے، یعنی انگلیوں میں فاصلہ ہونا چاہیے، عورتیں انگلیوں میں فاصلہ نہ رکھیں۔

۴۔ مرد حالتِ رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھے لیکن عورتیں کہنیاں پہلو سے ملا کر رکھیں۔

۵۔ مردوں کو سجدہ میں پیٹ رانوں سے، اور بازو بغل سے جدا رکھنے کا حکم

ہے، لیکن عورتوں کو ملائے رکھنے کا، عورتوں کی کہنیاں بھی سجدہ کے دوران مردوں کی طرح زمین سے اٹھی ہوئی نہ ہوں، بلکہ زمین پر بچھی ہوئی ہوں۔

۶۔ مرد سجدہ میں اپنے دونوں پاؤں پنجوں کے بل کھڑے رکھتے ہیں، مگر عورتوں کو دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر کولہوں کے بل بیٹھنا چاہیے۔

مردوں کی طرح یہ نہ کریں کہ دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں اور بائیں پاؤں پر بیٹھیں۔

نمازِ استخارہ

استخارہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے کسی کام میں خیر طلب کرنا۔ اس لیے جب کوئی اہم کام کرنے کا ارادہ ہو، مثلاً مکان یا گاڑی وغیرہ کی خریداری، شادی، کاروبار شروع کرنا، نئی ملازمت کرنا تو استخارہ کرنا مسنون ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَ مَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ۔

یعنی جو استخارہ کرے وہ ناکام نہیں ہوتا، اور جو مشورہ کرے وہ شرمندہ نہیں ہوتا۔
اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز نفل استخارہ کی نیت سے ادا کرے۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ

فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَ اصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَ اقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ ط

نمازِ حاجت

اگر انسان کو کوئی حاجت ہو، مثلاً شادی کرنا چاہے کسی اچھے رشتہ کی تلاش ہو، یا ملازمت حاصل کرنا چاہے، یا کوئی اور دنیاوی غرض ہو تو دو رکعت نمازِ حاجت کی نیت سے پڑھے اور اس کے بعد یہ عربی دعا پڑھکر دعا مانگے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَ الْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ ، لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَ لَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضاً اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ط

نمازِ اشراق

نمازِ اشراق (سورج نکلنے کے بعد) نفل نماز ہے، یعنی پڑھنے پر بہت ثواب ہے ،لیکن چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی ، پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالی کے ذکر میں مشغول رہا اور سورج نکلنے کے بعد دو رکعتیں پڑھیں تو اسکو پورے حج اور عمرے کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔[1]

(۱) في سنن الترمذي (باب ذكر ما يستحب من الجلوس في المسجد بعد صلاة الصبح حتى تطلع الشمس) حدثنا عبد الله بن معاوية الجمحي البصري حدثنا عبد العزيز بن مسلم حدثنا أبو ظلال عن أنس (بن مالك) قال :قال رسول الله صلى الله عليه و سلم من صلى الغداة في جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كأجر حجة وعمرة (قال) قال رسول الله صلى الله عليه و سلم تامة تامة .قال أبو عيسى هذا حديث حسن غريب .(قال) وسألت محمد بن إسماعيل عن أبي ظلال ؟ فقال هو مقارب الحديث قال محمد واسمه هلال .قال الشيخ الألباني: حسن

نمازِ چاشت (صلاۃ الضُحیٰ)

حدیثِ قُدسی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کا ارشاد حضور اکرم ﷺ روایت فرماتے ہیں :قال اللّٰہُ تبارَکَ و تعالی :یا ابنَ آدم اِرْکَعْ اَرْبَعَ رَکْعاتٍ اوّلَ النھارِ اکْفِكَ آخِرَہ: یعنی اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں :اے ابنِ آدم !تُو دن کے اوّل حصے میں (میرے لئے) چار رکعتیں پڑھ لے میں دن کے آخری حصے میں تیرے لیے کفایت کروں گا (تیری ساری مشکلات آسان کردوں گا)۔

(السنن الکبریٰ للنسائی ج:۱،ص:۲۶)

نمازِ اوّابین کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جوشخص مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعتیں نفل نماز پڑھ لےتو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے بشرطیکہ درمیان میں کوئی بُری بات یا فضول کام نہ کرے۔

(ابن خزیمہ)

تہجد کی نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا :فرض نماز کے بعد رات کی نماز تمام نمازوں میں سب سے افضل ہے جس طرح رمضان کے روزوں کے بعد عاشورا کا روزہ تمام روزوں سے افضل ہے (مسلم شریف)۔

تہجد کی نماز نفل ہے اور اس کا بہت ثواب قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ یہ آدھی رات کے بعد کم از کم چار اور عموماً بارہ رکعتوں تک پڑھی جاتی ہیں۔اگر کوئی شخص رات کو نہ اٹھ سکے تو عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے کچھ رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لے ان شاء اللہ وہ تہجد کے ثواب سے محروم نہیں ہوگا۔

نمازِ کُسوف

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سورج گرہن ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ ایسے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے اٹھے جیسے کہ آپ ﷺ کو ڈر ہو کہ اب قیامت آجائے گی۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں آئے اور آپ ﷺ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے آپ ﷺ کو اتنی طویل نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ نشانیاں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کے لئے ظاہر ہوتی ہیں، جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف وفکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دعاو استغفار کرو۔ (۱)

نمازِ استسقاء

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ استسقاء (بارش کی دعا) کے لیے لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس نماز میں دو رکعتیں پڑھیں اور قرات جہر (آواز) کے ساتھ کی۔ اور قبلہ رُو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کی اور جس وقت آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف اپنا رُخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا (معارف الحدیث، کتاب الصلوٰۃ، نمازِ استسقاء)

---

(۱) فی البخاری (باب الذکر فی الکسوف: (حدثنا محمد بن العلاء قال حدثنا أبو أسامة عن برید بن عبد الله عن أبی بردة عن أبی موسی قال: خسفت الشمس فقام النبی صلی الله علیه و سلم فزعا یخشی أن تکون الساعة فأتی المسجد فصلی بأطول قیام ورکوع وسجود ما رأیته قط یفعله وقال "هذه الآیات التی یرسلها الله لا تکون لموت أحد ولا لحیاته ولکن یخوف الله بها عباده فإذا رأیتم شیئا من ذلک فافزعوا إلی ذکره ودعائه واستغفاره".

نمازِ توبہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا (جو بلا شبہ صادق و صدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے، پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾﴾

(سورۃ آل عمران آیۃ ۱۳۵)(۱)

ترجمہ: اور یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بھی

---

(۱) حدثنا قتيبة حدثنا أبو عوانة عن عثمان بن المغيرة عن علي بن ربيعة عن أسماء بن الحكم الفزاري قال: سمعت عليا يقول إني كنت (رجلا) إذا سمعت من رسول الله صلى الله عليه و سلم حديثا نفعني الله منه بما شاء أن ينفعني (به) وإذاحدثني رجل من أصحابه استحلفته فإذا حلف لي صدقته وإنه حدثني أبو بكر وصدق أبو بكر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول ما من رجل يذنب ذنبا ثم يقوم فيتطهر ثم يصلي ثم يستغفر الله إلا غفر الله له ثم قرأ هذه الآية (والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب إلا الله ولم يصروا على ما فعلوا وهم يعلمون) . (قال) وفي الباب عن ابن مسعود وأبي الدرداء وأنس و أبي أمامة ومعاذ وواثلة وأبي اليسر واسمه كعب بن عمرو قال أبو عيسى حديث علي حديث حسن لانعرفه إلا من هذا الوجه من حديث عثمان بن المغيرة (و) روى عنه شعبة وغير واحد فرفعوه مثل حديث أبي عونة ورواه سفيان الثوري ومسعر فأوقفاه =

بیٹھتے ہیں یا (کسی اور طرح) اپنی جان پر ظلم کر گذرتے ہیں تو فوراً اللہ کو یاد کرتے ہیں، اور اس کے نتیجے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔۔۔۔ اور اللہ کے سوا ہے بھی کون جو گناہوں کی معافی دے؟۔۔۔اور یہ اپنے کئے پر جانتے بوجھتے اصرار نہیں کرتے (۳۵)

= ولم يرفعاه إلى النبي صلى الله عليه و سلم وقد روى عن مسعر هذا الحديث مرفوعا أيضا (ولا نعرف لأسماء بن الحكم حديثا مرفوعا إلا هذا) قال أبو عيسى حديث علي حديث حسن لاعرفه إلا من هذا الوجه من حديث عثمان بن المغيرة .قال الشيخ الألباني :حسن.

کتاب الصوم

کتاب الصوم

(روزوں کا بیان)

روزے کی فضیلت

نماز کے بعد دوسرا اہم رکن روزہ ہے، صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جنسی عمل کو چھوڑنے کا نام روزہ ہے، روزہ کو عربی میں صوم اور روزہ کھولنے کو افطار کہتے ہیں۔ صوم کی جمع "صیام " ہے۔ قرآن کریم میں روزہ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ رمضان شریف کے روزے رکھنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾﴾

(سورة البقرة، آیة ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تا کہ تمہارے اندر تقوی پیدا ہو۔

﴿اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ

فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ۭ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ۭ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٤﴾

(سورۃ البقرۃ، آیۃ ۱۸۴)

گنتی کے چند دِن روزے رکھنے ہیں۔ پھر بھی اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا کر (روزے کا) فدیہ ادا کر دیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر تم کو سمجھ ہو تو روزے رکھنے میں تمہارے لئے زیادہ بہتری ہے۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٨٥﴾

(سورۃ البقرۃ، آیۃ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لئے سراپا ہدایت، اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو صحیح راستہ دِکھاتی اور حق و باطل کے درمیان دو ٹوک فیصلہ کر دیتی ہیں، لہٰذا تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینہ پائے، وہ اس میں ضرور

روزہ رکھے۔ اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے
دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اللہ تمہارے ساتھ آسانی
کا معاملہ کرنا چاہتا ہے، اور تمہارے لئے مشکل پیدا کرنا نہیں
چاہتا، تا کہ (تم روزوں کی) گنتی پوری کر لو، اور اللہ نے تمہیں جو
راہ دکھائی اس پر اللہ کی تکبیر کہو، اور تا کہ تم شکر گذار بنو۔ ﴿۱۸۵﴾

احادیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ داروں کے واسطے دستر خوان چنا جائے گا وہ لوگ اس پر کھانا کھائیں گے، اور سب لوگ ابھی اپنے حساب ہی میں لگے ہوں گے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں، ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم روزے نہ رکھتے تھے۔ اور یہ لوگ نماز (تراویح) پڑھتے تھے اور تم سوتے تھے۔ (۱)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالی کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (۲)

---

(۱) كنز العمال (الفصل الأول فى فضل الصوم مطلقا) يوضع للصائمين مائدة يوم القيامة من ذهب يأكلون منها و الناس ينظرون .(أبو الشيخ والديلمى عن ابن عباس)

(۲) سنن الترمذى (فضل الصوم): حدثنا عمران بن موسى القزاز حدثنا عبد الوارث بن سعيد حدثنا على بن زيد عن سعيد بن المسيب عن أبى هريرة: قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إن ربكم يقول كل حسنة بعشر أمثالها إلى سبعمائة ضعف والصوم لى وأنا أجزى به الصوم جنة من النار ولخلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك وإن جهل على أحدكم جاهل وهو صائم فليقل إنى صائم وفى الباب عن معاذ بن جبل و سهل بن سعد و كعب بن عجرة و سلامة بن قيصر و بشير بن الخصاصية واسم بشير زحم بن معبد و الخصاصية هى أمه قال أبو عيسى وحديث أبى هريرة حديث حسن غريب من هذا الوجه قال الشيخ الألبانى: صحيح.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک خطبہ دیا اس میں آپ ﷺ نے فرمایا :اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہورہا ہے۔ اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں، اور اس کی راتوں میں بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے)۔ جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزہ دار کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے افطار کرایا تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا، بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہے (تو کیا غرباء اس ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ (ﷺ) نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائیں گے جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا کھجور پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرادے۔ (رسول اللہ ﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلادے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہونچ جائے۔

(اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی ہے۔ اس کے بعد آپ

ﷺ نے فرمایا اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام کو ہلکا کر دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اسے دوزخ سے رہائی دے گا۔ (۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رکھیں، ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان اور ثواب کی امید کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔ اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان وثواب کی نیت کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) إتحاف الخيرة المهرة :عن سلمان الفارسي ، رضي الله عنه ,قال :خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم آخر يوم من شعبان فقال :يا أيها الناس، إنه قد أظلكم شهر مبارك ، فيه ليلة خير من ألف شهر ، فرض الله صيامه ، وجعل قيام ليله تطوعا ، فمن تطوع فيه بخصلة من الخير كان كمن أدى فريضة فيما سواه ، ومن أدى فيه فريضة كان كمن أدى سبعين فريضة ، فهو شهر الصبر ، والصبر ثوابه الجنة ، وهو شهر المواساة ، وهو شهر يزاد رزق المؤمن فيه ,من فطر صائما كان له عتق رقبة ، ومغفرة لذنوبه قيل :يا رسول الله ، ليس كلنا يجد ما يفطر الصائم !قال :يعطى الله هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن أو تمرة ، أو شربة ماء ، ومن أشبع صائما كان له مغفرة لذنوبه ، وسقاه الله من حوضي شربة لا يظمأ حتى يدخل الجنة ، وكان له مثل أجره من غير أن ينقص من أجره شيئا ، وهو شهر أوله رحمة وأوسطه مغفرة وآخره عتق من النار ، ومن خفف عن مملوكه فيه أعتقه الله من النار.

(۲) رواه الحارث بن أبي أسامة وابن خزيمة في صحيحه، ثم قال : إن صح الخبر، ومن طريقه رواه البيهقي وأبو الشيخ ابن حبان.

في صحيح البخاري (باب صوم رمضان احتسابا من الإيمان: حدثنا ابن سلام قال أخبرنا محمد بن فضيل قال حدثنا يحيى بن سعيد عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه .

روزے کی اقسام

فرض معین

رمضان کے روزے (یعنی ہر سال صرف رمضان) میں ادا کیے جاتے ہیں۔

فرض غیر معیّن

رمضان کے قضا روزے پورے سال سوائے عیدین وایام تشریق کے کبھی بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

واجب

نذر یا منت کے روزے۔

سنت ومستحب

وہ ایاّم جن میں حضور ﷺ سے روزے رکھنا، اور ان کی ترغیب دینا ثابت ہے۔مثلاً عاشورا کے روزے، یومِ عرَفہ (نویں ذوالحجہ) کا روزہ، ایام بیض (ہر مہینے کی، تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ) کے روزے، شوال کے چھ روزے، شعبان کی پندرہویں تاریخ کا روزہ، جمعہ اور پیر اور جمعرات کا روزہ وغیرہ۔

حرام روزے

سال بھر میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے: عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایاّمِ تشریق (گیارہ بارہ اور تیرہ ذوالحجہ)۔

رمضان کے روزے کے احکام

ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اور ان کی فرضیت

کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذرِ شرعی چھوڑنے والا فاسق اور گناہ گار ہے۔ اور اس کے اوپر قضا لازم ہے۔ وہ عذرِ شرعی جن میں روزے چھوڑنا جائز ہیں درج ذیل ہیں:

(۱) کم از کم اڑتالیس میل کا سفر۔ البتہ اگر سفر میں روزے رکھنا بہت مشکل نہ ہو تو روزے رکھنا افضل ہے۔

(۲) ایسی بیماری جس میں روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو یا اس سے بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر کوئی بیہوش ہو جائے تو جس دن رات بیہوش رہا اس دن کی قضا نہ کرے۔ تاہم اگر پورے رمضان بیہوش رہا تو پھر پورے رمضان کی قضا کرے۔ اگر کوئی شخص پاگل ہو گیا تو صحیح ہونے کے بعد روزوں کی قضا نہیں ہے۔

(۳) اتنا بوڑھا ہو جانا کہ روزہ رکھنے کی بالکل طاقت نہ رہے، ایسی صورت میں ایک روزے کے بدلے پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت کا فدیہ دینا واجب ہے۔

(۴) حاملہ ہونا۔ جب کہ عورت کو یا حمل کو روزے سے نقصان پہنچنے کا خوف ہو۔

(۵) دودھ پلانا۔ جب کہ دودھ پلانے والی کو یا بچہ کو نقصان پہنچنے کا امکان ہو۔

(۶) روزے سے اس قدر بھوک یا پیاس کا غلبہ ہو کہ جان نکلنے کا اندیشہ ہو۔

(۷) حیض و نفاس کی حالتوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

نمبر ۴ سے ۷ تک کسی بھی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑا تو عذر ختم ہونے کے بعد ان روزوں کی قضاء کرنا لازم ہے۔ اگر یہ عذرِ شرعی دن کے درمیان مثلاً صبح یا دوپہر کو دور ہو گئے مثلاً حیض سے عورت پاک ہو گئی تو دن کے باقی حصے میں روزہ داروں کی طرح کچھ نہ کھائے پیئے، اور پھر اس دن کی قضا بھی کرے۔

اچانک اگر ایسی سخت بیماری پیش آ گئی کہ اس میں بھوک پیاس یا دوا نہ کھانے سے ہلاک ہو جانے کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے، بعد میں صرف قضا کرے، کفارہ واجب نہیں ہے۔

روزہ کی نیت

رمضان، نذرِ معیّن، سنت اور نفل روزوں کی نیت رات سے لے کر روزہ کے نصف دن تک کر سکتے ہیں۔ (یعنی صبحِ صادق سے مغرب تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے تو پہلے حصے کے ختم ہونے سے پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہے) البتہ قضاء اور نذرِ غیر معین کے روزے کی نیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ صبحِ صادق سے پہلے پہلے نیت کر لے۔ نیت دل سے روزہ کے ارادہ کا نام ہے تاہم زبان سے بھی کہہ دے کہ میں فلاں روزے کی نیت کرتا ہوں تو بہتر ہے۔

روزہ توڑنے والے کام

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ اگر کوئی شخص بھولے سے کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ منہ میں دانتوں کے درمیان غذا کا کوئی حصہ چنے کے دانہ سے چھوٹا اگر نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

رمضان کے مہینے میں روزہ توڑنے سے کفارہ اور روزہ کی قضا دونوں واجب ہوتی ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینہ میں روزہ توڑ دے تو صرف قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔

روزے کا کفّارہ

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے لگاتار روزے رکھنے۔ لگاتار

رکھنا ضروری ہے اگر بیچ میں چھوٹ گئے تو از سرِ نو رکھے۔ البتہ اگر کسی شخص میں بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے بالکل طاقت نہ ہو تو کفارہ یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو ایک دفعہ یا ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دے دے۔ اگر زندگی میں یہ ادا نہ کر سکے تو وصیت کرے کہ میرے ترکے سے کفارہ ادا کر دیا جائے، تاکہ ورثاء اس کے مالِ وراثت سے فدیہ ادا کر دیں۔ ایسی وصیت کی صورت میں اگر ترکے کے ایک تہائی سے کفارہ ادا ہو سکتا ہے تو ورثاء پر واجب ہو گا کہ وہ فدیہ ادا کریں، اور اگر کفارہ کیلئے ترکہ کا ایک تہائی مال کافی نہ ہو تو تہائی سے زائد ادا کرنا ورثا پر واجب نہیں، البتہ باقی ماندہ کفارہ اگر کوئی وارث اپنے حصے سے از خود ادا کر دے تو جائز بلکہ اچھا ہے۔

روزے کے مستحبات

(۱) سحری کھانا

(۲) رمضان اور نفل روزے کی صبحِ صادق سے پہلے پہلے نیت کرنا

(۳) افطار میں جلدی کرنا

(۴) کھجور یا پانی سے افطار کرنا

روزے کے مکروہات

(۱) کوئی بھی ناجائز کام مثلاً غیبت وغیرہ سے روزے میں خاص طور سے زیادہ پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ روزہ صرف فاقہ بن جاتا ہے۔ اس کی روح اور فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

(۲) گوند وغیرہ چبانا۔

(۳) کوئی چیز صرف زبان سے چکھنا۔

(۴) کلی یا ناک میں ضرورت سے زائد پانی ڈالنا

(۵) منجن یا ٹوتھ پیسٹ کرنا

افطار کی دُعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ بِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیکَ توکَّلتُ وعلی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

ترجمہ: اے اللہ میں نے آپ کے لئے روزہ رکھا، اور آپ پر ایمان لایا اور آپ پر بھروسہ کیا اور آپ کے رزق پر افطار کیا۔

تراویح

تراویح کی بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ اس میں دو دو رکعتیں اس طرح پڑھی جائیں کہ ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کیا جائے۔ پورے رمضان میں ایک قرآن پاک ختم کرنا مسنون ہے۔

اعتکاف

رمضان کے آخری دس دن میں اعتکاف کرنا حضور ﷺ کی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے، یعنی اگر محلے کے چند لوگ بھی اعتکاف کرلیں تو سب کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی۔ ایک حدیث کے مطابق جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا اسے دو حج اور دو عمروں کے برابر ثواب ملے گا[1] اور اسے شبِ قدر کا ثواب بھی مل جائے گا۔

---

(۱) کنز العمال (الفصل السابع :فی الإعتکاف و لیلة القدر) من اعتکف عشرا فی رمضان کان کحجتین وعمرتین ."(ھب عن الحسین بن علی)

دس دن کا مسجد میں اعتکاف مسنون ہے اور اس سے کم نفل ہے۔ عورت کے لیے اپنے مکان میں کسی ایسی جگہ یا ایسے کمرے میں اعتکاف کرنا سنت ہے۔ اعتکاف میں قرآن کی تلاوت وذکر کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر اعتکاف میں آدمی گناہ سے بچے اور راتیں سو کر بھی گذار دے تب بھی ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔ اعتکاف میں خاموش رہنا ضروری نہیں ہے۔ اعتکاف میں قضائے حاجت اور واجب غسل کی ادائیگی کے لیے مسجد سے باہر جا سکتے ہیں۔

اعتکاف کے فوائد

۱۔ اعتکاف کرنے والا گویا اپنے تمام بدن اور تمام وقت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف کر دیتا ہے۔

۲۔ دنیا کے جھگڑوں اور بہت سے گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ اعتکاف کی حالت میں اسے ہر وقت نماز کا ثواب ملتا ہے، کیونکہ اعتکاف سے اصل مقصود یہی ہے کہ اعتکاف کرنے والا ہر وقت نماز اور جماعت کے انتظار میں بیٹھا رہے۔

۴۔ اعتکاف کی حالت میں بندہ فرشتوں کے مشابہ ہوتا ہے کہ ہر وقت تسبیح و ذکر میں مشغول رہتا ہے۔

۵۔ مسجد چونکہ اللہ کا گھر ہے اس لئے اس میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرا ہوا ہر شخص اللہ کا مہمان ہے۔

شب قدر

رمضان کی آخری دس راتوں میں ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ایک پوری سورت اس کے بارے میں ہے :

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾
بیشک ہم نے اس (قرآن) کوشبِ قدر میں نازل کیا ہے۔

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾
اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا چیز ہے؟

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿۳﴾
شب قدر ایک ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔

تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۴﴾
اُس میں فرشتے اور رُوح اپنے اپنے پروردگار کی اجازت سے
ہر کام کے لئے اُترتے ہیں،

سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۵﴾
وہ رات سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع ہونے تک۔

شبِ قدر میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا تک نازل فرمایا، اس کے بعد آسمانِ دنیا سے اس دُنیا تک مختلف زمانوں میں قرآن نازل ہوتا رہا۔ اسی لیے اس رات کی بڑی فضیلت ہے۔ ایک رات کی عبادت کی فضیلت ایک ہزار ماہ یعنی تقریباً اسی سال کی عبادت کے برابر ہے۔ لہذا رمضان کی آخری دس راتوں میں اور خصوصاً طاق راتوں (یعنی ۲۹، ۲۷، ۲۵، ۲۳، ۲۱) میں شب قدر کے امکان کے پیشِ نظر عبادت اور ذکر و دعا وغیرہ میں مشغول رہنا چاہیے۔

صدقہ فطر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت،

چھوٹا ہو یا بڑا، دو مُد (تقریباً پونے دو سیر) گیہوں کے یا ایک صاع (ساڑھے تین سیر) سے زیادہ غلّہ اور صدقہ فطر نماز عید کو جانے سے قبل دینا چاہیے اور یہ ایسے غریب شخص کو دینا چاہیے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو۔

کتاب الزکوٰۃ

کتاب الزکوٰۃ
(زکوٰۃ کا بیان)

اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک زکوٰۃ بھی ہے۔ قرآن کریم میں عموماً جہاں نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں زکوٰۃ کا بھی حکم دیا ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ یہ فرمایا گیا:

وَاَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
یعنی نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی کے ہیں، اسکو زکوٰۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میل کچیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان سے نادانستہ غلط یا مشتبہ آمدنی حاصل ہو جاتی ہے، یہی مال کا میل کچیل ہے جو زکوٰۃ ادا کرنے سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (سورة التوبة: ۱۰۳)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) ان لوگوں کے اُموال میں سے صدقہ وصول کر لو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو گے اور اُن کے لئے باعثِ برکت بنو گے، اور اُن کے لئے دُعا کرو۔ یقیناً تمہاری دُعا اُن کے لئے سراپا تسکین ہے، اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنا نہ صرف مال داروں پر فرض ہے۔ بلکہ یہ غریبوں کا حق ہے، قرآن

کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝۲۴ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ۝۲۵﴾ (سورۃ المعارج، آیۃ نمبر ۲۴،۲۵)

ترجمہ: اور جن کے مال ودولت میں ایک متعین حق ہے۔ سوالی اور بے سوالی کا۔

ایک اور جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۱۴۱﴾

(سورۃ الانعام آیۃ نمبر ۱۴۱)

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں سے کچھ (بیل دار ہیں جو) سہاروں سے اُوپر چڑھائے جاتے ہیں، اور کچھ سہاروں کے بغیر بلند ہوتے ہیں، اور نخلستان اور کھیتیاں، جن کے ذائقے الگ الگ ہیں، اور زیتون اور انار، جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں، اور ایک دوسرے سے مختلف بھی۔ جب یہ درخت پھل دیں تو ان کے پھلوں کو کھانے میں استعمال کرو، اور جب ان کی کٹائی کا دن آئے تو اللہ کا حق ادا کرو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ یاد رکھو، وہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے ان کے بارے میں قرآن کریم میں سخت وعید آئی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾﴾

(سورۃ التوبۃ، آیۃ نمبر ۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! (یہودی) اَحبار اور (عیسائی) راہبوں میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں، اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونے چاندی کو جمع کر کر کے رکھتے ہیں، اور اُس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، اُن کو ایک دردناک عذاب کی "خوشخبری" سنا دو۔

﴿يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾﴾

(سورۃ التوبہ، آیۃ نمبر ۳۵)

ترجمہ: جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اُس سے اُن لوگوں کی پیشانیاں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ:) "یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا! اب چکھو اُس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔"

احادیث مبارکہ

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين (١)

ترجمہ: یعنی جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی اللہ تعالیٰ انہیں قحط میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابوالدرداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے یا بلند عمارت ہے[٢] (کہ زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا، یا اسلام کے نیچے کے درجے میں رہا)۔ (حیوٰۃ المسلمین، بحوالہ طبرانی)

حضرت جابرؓ سے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس سے اس کی برائی جاتی رہی[٣] (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو مال میں نحوست اور گندگی آجاتی ہے وہ نہ رہی) (حیوٰۃ المسلمین بحوالہ طبرانی)۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ

---

(١) في المعجم الأوسط (من إسمه عبدان: (عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين لم يرو هذا الحديث عن فضيل بن مرزوق إلا سليمان بن موسى تفرد به مروان بن محمد الطاطرى.

(٢) في المعجم الأوسط (من إسمه مقدام: (حدثنا مقدام نا أسد بن موسى ثنا بقية بن الوليد عن الضحاک بن حمرة عن حطان بن عبد الله الرقاشي عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم الزكاة قنطرة الإسلام لا يروى هذا الحديث عن أبي الدرداء إلا بهذا الإسناد تفرد به بقية بن الوليد.

(٣) في المعجم الأوسط: حدثنا أحمد بن حمدون قال حدثنا محمد بن عمار الموصلي قال حدثنا عمر بن أيوب عن المغيرة بن زياد عن أبي الزبير عن جابر قال قال رجل من القوم: يا رسول الله أرأيت إذا أدى رجل زكاة ماله فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم :(من أدى زكاة ماله فقد ذهب عنه شره .لم يرو هذا الحديث عن مغيرة إلا عمر تفرد به محمد بن عمار.

آپ ﷺ فرماتے تھے جو شخص تم میں سے اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے (گویا کہ زکوٰۃ ادا کرنا ایمان کی علامت اور ادا نہ کرنے سے اس میں کمی آتی ہے)۔ (۱)

حضرت عبداللہ بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اس کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)، اور وہ اپنے اموال میں سے بوڑھا، گندا اور بیمار مال زکوٰۃ میں ادا نہ کرے بلکہ درمیانہ مال ادا کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا بہترین مال نہیں مانگتا، اور نہ ہی بدترین مال مانگتا ہے۔ اور (تیسری چیز یہ کہ) وہ اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ ایک شخص نے یہ پوچھا کہ نفس کے تزکیہ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ وہ یہ یقین رکھے کہ وہ جہاں بھی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ (۲)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "جو شخص سونے اور چاندی (کے نصابِ شرعی) کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو

---

(۱) فی المعجم الکبر: حدثنا أبو شعیب عبد الله بن الحسن الحرانی ثنا یحیی بن عبد الله البابلتی ثنا أیوب بن نهیک الحلبی قال سمعت مجاهدا یقول سمعت ابن عمر: یقول سمعت رسول الله صلی الله علیه و سلم یقول: من کان یؤمن بالله ورسوله فلیؤد زکاة ماله ومن کان یؤمن بالله ورسوله فلیقل خیرا أو لیسکت ومن کان یؤمن بالله ورسوله فیکرم ضیفه۔

(۲) فی المعجم الصغیر: حدثنا علی بن الحسن بن معروف الحمصی حدثنا أبو تقی عبد الحمید بن إبراهیم حدثنا عبد الله بن سالم بن محمد بن الولید الزبیدی حدثنا یحیی بن جابر الطائی أن عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر حدثه أن أباه حدثه أن عبد الله بن معاویة الغاضری رضی الله عنه حدثهم أن رسول الله صلی الله علیه و سلم قال: ثلاث من فعلهن فقد ذاق طعم الإیمان من عبد الله عز و جل وحده بأنه لا إله ألا هو وأعطی زکاة ماله طیبة بها نفسه فی کل عام ولم یعط الهرمة ولا الدرنة ولا المریضة ولکن من أوسط أموالکم فإن الله عز و جل لم یسألکم خیرها ولم یأمرکم بشرها وزکی نفسه فقال رجل وما تزکیة النفس فقال أن یعلم أن الله عز و جل معه حیث کان لا یروی هذا الحدیث عن ابن معاویة إلا بهذا الإسناد ولا نعرف لعبد الله بن معاویة الغاضری حدیثا مسندا غیر هذا .

قیامت کے دن اس کے لئے آگ کے تختے بنائے جائیں گے (یعنی تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے مگر انہیں آگ میں اس قدر گرم کیا جائے گا کہ گویا وہ آگ ہی کے تختے ہوں گے، اسی لئے آپ ﷺ نے آگے فرمایا کہ) وہ تختے دوزخ کی آگ میں گرم کئے جائیں گے اور ان تختوں سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی، پھر ان تختوں کو (اس کے بدن سے) جدا کیا جائے گا اور جب بھی وہ (تختیاں) ٹھنڈی ہونے لگیں گی پھر دوبارہ ان کو اسی حالت پر لوٹایا جائے گا (اور) یہ اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی، یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔[1]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسلمان مال داروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہو جائے اور غریبوں کو بھوکے ننگے ہونے کی جب بھی تکلیف ہوتی ہے مال داروں ہی کی (اس حرکت کی) بدولت ہوتی ہے (کہ زکوٰۃ نہیں دیتے)، یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کو محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مال داروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے جو حقوق آپ نے ان پر فرض کئے تھے انہوں نے ہم کو نہیں پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اپنی عزّت وجلال کی قسم میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کر دوں گا۔

---

(۱) فی الصحیح لمسلم (باب إثم مانع الزکاة): أن أبا صالح ذکوان أخبره ,أنه سمع أبا هريرة يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما من صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدى منها حقها إلا إذا كان يوم القيامة صفحت له صفائح من نار، فأحمى عليها فى نار جهنم فيكوى بها جنبه و جبينه و ظهره، كلما بردت أعيدت له، فى يوم كان مقداره خمسين ألف سنة، حتى يقضى بين العباد، فيرى سبيله، إما إلى الجنة و إما إلى النار.

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز بھی (مقبول) نہیں ہوتی (طبرانی)۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائے گا اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیری جمع پونجی ہوں، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ الخ۔ (۱)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھا لیا (اور حقداروں کو نہ دیا) ایسے لوگ منافق ہیں۔ (۲)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے اور ایک حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔ (۳)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس مال

---

(۱) فی شعب الإیمان للبیهقی: أبی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، فَيَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ وَيَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ "وَتَلَا أَبُو صَالِحٍ هَذِهِ الْآيَةَ: (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ) الْآيَةَ.

(۲) فی کنز العمال: ظهرت لهم الصلاة فقبلوها وخفیت لهم الزكاة فمنعوها أولئك المنافقون" . "البزار عن ابن عمر."

(۳) فی المعجم الأوسط (من إسمه عبدان(: عن عبد الله بن بريدة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما منع قوم الزكاة إلا ابتلاهم الله بالسنين لم يرو هذا الحديث عن فضيل بن مرزوق إلا سليمان بن موسى تفرد به مروان بن محمد الطاطری .وفی شعب الإیمان للبیهقی: أخبرنا أبو علی الروذباری أنا الحسین بن الحسن بن أیوب الطوسی أنا ابو حاتم الرازی ثنا معاذ بن أسید المروزی =

میں بھی زکوٰۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کردیتی ہے۔[1]

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مال خشکی یا دریا میں تلف ہوتا ہے زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم کو اس کا ڈر نہیں کہ اللہ تعالے تمہیں آگ کے کنگن پہنادے؟ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (احمد)

صدقہ کی ترغیب

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادگی سے خرچ کرتی رہو اور گنومت (یعنی اس فکر میں مت پڑ کہ میرے پاس کتنا ہے اور اس میں سے کتنا راہِ خدا میں دوں) اگر تم

= انا الفضل بن موسی الشیبانینا الحسین بن واقد عن عبد الله بن بریدة عن بن عباس قال ما نقض قوم العهد إلا سلط الله علیهم عدوهم و لا فشت الفاحشة فی قوم إلا أخذهم الله بالموت وماطفف قوم المیزان إلا أخذهم الله بالسنین وما منع قوم الزکاة إلا منعهم الله القطر من السماء وما جار قوم فی حکم إلا کان الداء بینهم أظنه قال والقتل کذا قال عن بن عباس موقوفا.

(۱) فی شعب الإیمان للبیهقی :أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِیدِ بْنُ أَبِی عَمْرٍو، قَالَا :حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِی أَبِی، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَیَّةَ الْجُمَحِیُّ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالًا إِلَّا أَهْلَكَتْهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ :قَالَ أَبِی :تَفْسِیرُهُ أَنَّ الرَّجُلَ یَأْخُذُ الصَّدَقَةَ وَهِیَ الزَّكَاةُ وَهُوَ مُوسِرٌ أَوْ غَنِیٌّ، وَإِنَّمَا هِیَ لِلْفُقَرَاءِ.

اس طرح اس کی راہ میں حساب کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کے اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہ خدا میں وسعت کے ساتھ دیتی رہو۔

(اسوۂ رسول اکرم ﷺ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ کی برکات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (آیت نمبر ۲۷۶، البقرۃ)

یعنی اللہ تعالیٰ ربا کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ اللہ تعالے کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ [۱]

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خیرات کرنے میں جلدی کیا کر، کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ [۲]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا

---

(۱) فی الترمذی (باب فضل الصدقة :(حدثنا عقبة بن مكرم العمي البصرى حدثنا عبد الله بن عيسى الخزاز البصرى عن يونس بن عبيد عن الحسن عن أنس بن مالك :قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إن الصدقة لتطفئ غضب الرب وتدفع عن ميتة السوء قال أبو عيسى هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه .قال الشيخ الألبانى : ضعيف .

(۲) فی المعجم الأوسط :حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمى قال ثنا حمزة بن أحمد بن عبد الله بن محمد بن عمر بن على بن أبى طالب قال حدثنى عمى عيسى بن عبد الله عن أبيه عن جده عن على بن أبى طالب قال :قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: باكروا بالصدقة فإن البلاء لا يتخطاها لا يروى هذا الحديث عن على إلا بهذا الإسناد .

نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سر بلند کر دیتا ہے۔[1]

زکوٰۃ کی فرضیت

زکوٰۃ ہر عاقل بالغ صاحبِ نصاب (نصاب کی تفصیل آگے آئے گی) مسلمان پر سال میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ چنانچہ نابالغ بچے، پاگل آدمی، یا غریب شخص (جو صاحبِ نصاب نہ ہو) پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ سال میں ایک مرتبہ کا مطلب یہ ہے کو ایک مرتبہ کسی شخص کے پاس کم از کم نصاب کے برابر پورے سال مال رہا تو وہ سال پورا ہونے پر زکوٰۃ ادا کریگا۔ سال کے دونوں سروں پر اگر مال کم از کم نصاب کے برابر رہا لیکن درمیان میں اس میں کمی بیشی ہوتی رہی تو سال کے آخر میں جتنی رقم یا مال ہو اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ زکوٰۃ پورے قابل زکوٰۃ مال کا ڈھائی فیصد یا چالیسواں حصہ ادا کی جاتی ہے۔ قابلِ زکوٰۃ مال سونا چاندی، مال تجارت اور نقدی ہے۔ غیر قابل زکوٰۃ مال اس کے علاوہ تمام اشیاء اگر تجارت کے لیے نہیں خریدیں مثلاً زمین جائیداد استعمالی سامان وغیرہ۔

صاحبِ نصاب شخص

جو شخص نصابِ زکوٰۃ کا مالک ہو وہ صاحبِ نصاب کہلاتا ہے۔ زکوٰۃ کا نصاب درج ذیل ہے:

---

(۱) فی الجامع للترمذی (باب ما جاء فی التواضع :(حدثنا قتيبة حدثنا عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة :أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال ما نقصت صدقة من مال وما زاد الله رجلا بعفو إلا عزا أو ما تواضع أحد لله إلا رفعه الله قال أبو عيسى وفي الباب عن عبد الرحمن بن عوف و ابن عباس و أبي كبشة الأنماری و اسمه عمر بن سعد وهذا حديث حسن صحيح هذا حديث حسن صحيح ,قال الشيخ الألباني :صحيح.

نصاب وہ مال کی مقدار ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اس کی مقدار ۳۶ء ۶۱۲ گرام (یعنی ساڑھے باون تولہ) چاندی یا اس کی مالیت کے برابر سونا، نقدی یا سامانِ تجارت ہے۔ اگر ان چار چیزوں کے سوا دوسرا ضرورت سے زائد سامان مثلاً ضرورت سے زائد کپڑے، برتن وغیرہ ہو تو اس پر صدقۃ الفطر اور قربانی تو واجب ہوتی ہے، اور اس کے لئے زکوٰۃ لینا بھی جائز نہیں ہوتا، لیکن اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔

البتہ ایسے شخص پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں اس میں تفصیل ہے، مندرجہ بالا شخص پر صدقہ فطر یا قربانی تو فرض ہے البتہ زکوٰۃ اس شخص پر فرض نہیں جس کے پاس صرف ضرورت سے زائد سامان جس کی مالیت ۳۶ء۶۱۲ گرام ہو موجود ہو لیکن اور کوئی سونا چاندی، نقدی یا سامان تجارت اس مالیت کا موجود نہ ہو۔ البتہ اگر اس کے پاس ۳۶ء۶۱۲ گرام چاندی یا اسکی مالیت کے برابر سونا، مالِ تجارت یا اس کی مالیت کے برابر نقدی موجود ہو تو اس کے اوپر زکوٰۃ فرض ہے۔

مستحقینِ زکوٰۃ

﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶۰﴾ (سورۃ التوبۃ، آیت نمبر ۶۰)

ترجمہ: صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا، اور اُن اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں، اور اُن کا جن کی دِلداری مقصود ہے۔ نیز اُنہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں، اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے میں، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کی مدد میں خرچ کیا جائے۔ یہ ایک

فریضہ ہے اللہ کی طرف سے! اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت
کا بھی مالک۔

اس بارے میں فقہاءِ کرام کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی صرف ان آٹھ طبقات تک ہی محدود ہے۔ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کی تقسیم کا اختیار کسی بھی نبی یا کسی اور کو نہیں دیا، بلکہ خود ہی اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا اور اسے آٹھ اجزا میں تقسیم فرمایا، اگر تم ان اجزاء میں سے کوئی جزو ہو تو میں تمہیں تمہارا حق دے دوں گا۔

قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں ان آٹھ مصارفِ زکوٰۃ کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے:

آٹھ مصارفِ زکوٰۃ

۱، ۲۔ فقراء ومساکین

ان سے مراد وہ غریب لوگ ہیں جو یا تو سرے سے کسی پراپرٹی یا اثاثے اور بنیادی مال واسباب کے مالک ہی نہ ہوں، یا اس کے مالک ہوں مگر صاحبِ نصاب نہ ہوں، جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ انہیں زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔آگے غریب کے لفظ سے یہی لوگ مراد ہوں گے۔مگر جو لوگ نصاب کے مالک ہوں انہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

۳۔ زکوٰۃ کے عاملین

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔انہیں بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۴۔ مؤلفۃ القلوب

ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوں، صاحبِ نصاب نہ ہوں اور ان کی تالیف قلب کے لیے انہیں زکوٰۃ کے مال میں سے کچھ دیا جائے۔

۵۔ غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے

پہلے زمانے میں غلام آقا کے ساتھ معاہدہ کر لیتے کہ اگر وہ آقا کو اتنے پیسے دیدیں تو آقا انہیں آزاد کر دے گا، اسے مکاتب بھی کہا جاتا تھا۔ ان کی مدد کرنے کے لیے تاکہ وہ آزاد ہو سکیں شریعت نے انہیں بھی زکوٰۃ ادا کرنے کی اجازت دی ہے۔ آج کل چونکہ غلاموں کا وجود نہیں ہے، اس لئے یہ مصرف موجود نہیں ہے۔

۶۔ مقروض لوگ

اگر کوئی شخص اتنا مقروض ہو کہ اس کے پاس قرض کی ادائیگی کے لئے مال نہ ہو یا اتنا کم مال ہو کہ جس سے اگر وہ قرضہ ادا کر دے تو ادا کرنے کے بعد وہ صاحب نصاب نہ رہے۔

۷۔ اللہ کی راہ میں

اس سے مراد مجاہدین اور وہ حجاج کرام ہیں جن کے پاس اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے پیسے نہ ہوں۔

۸۔ مسافر

اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو چاہے اپنے علاقہ میں مال دار ہوں مگر حالتِ سفر میں ان کے پاس ان کی بنیادی ضروریات پورا کرنے کے لیے مال نہ ہو تو انہیں بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کے بنیادی مسائل

سونے چاندی اور سامانِ تجارت (یعنی وہ سامان جو تجارت کی نیت سے خریدا ہو) اگر وہ زکوٰۃ کے نصاب کے برابر پہنچے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ البتہ اس کے علاوہ جامد اثاثے مثلاً زمین جائیداد خواہ اس سے کرایہ بھی آتا ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اسی طرح قیمتی پتھر اور جواھر پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں، البتہ اگر ان کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس کے مالک کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

زکوٰۃ کسی مالدار کے نابالغ بچے کو نہیں دی جا سکتی، البتہ اگر وہ بالغ اور غریب ہو تو پھر دے سکتے ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کسی غریب کے نابالغ بچے کو بھی دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کسی غیر مسلم کو نہیں دی جا سکتی، البتہ اسے نفلی خیرات وصدقات میں سے دیا جا سکتا ہے۔

زکوٰۃ کسی بنی ہاشم یا سیّد کو نہیں دی جا سکتی (یعنی حضرت علیؓ، حضرت عقیلؓ، اور حضرت حارث بن عبدالمطلبؓ کی اولاد و نسل)۔

زکوٰۃ کسی ایسی غریب عورت کو بھی دی جا سکتی ہے جس کا شوہر مال دار ہو۔

قابلِ زکوٰۃ اشیاء

(۱) سونا چاندی

(۲) کیش یا نقدی خواہ کوئی بھی کرنسی ہو اس کی بازاری قیمت لگائی جائے۔

(۳) وہ دستاویزات جو نقدی یا سامان تجارت کی نمائندگی کرتی ہوں، مثلاً بانڈز، شیئرز، سرٹیفکیٹس وغیرہ

(۴) مال مویشی مثلاً بکرا، دنبہ، گائے، بھینس وغیرہ

(۵) زرعی پیداوار۔

قابلِ وصول قرضے

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قابلِ وصول قرضوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱) **دینِ قوی:** یہ وہ قابلِ وصول قرضے ہیں جو یا تو سامانِ تجارت کی فروختگی کی وجہ سے وصول ہونے ہیں، یا کوئی رقم، سونا یا چاندی کسی کو قرض دی گئی ہے وہ وصول ہونی ہے۔

اس کا اصول یہ ہے کہ وصول کنندہ قرضے کی رقم وصول کرنے کے بعد سابقہ سارے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔

(۲) **دینِ متوسط:** اس سے مراد وہ قابل وصول قرضے ہیں جو سامانِ تجارت کے علاوہ مثلاً کوئی گھریلو سامان، کپڑے، گاڑی اور جائیداد وغیرہ کی فروختگی کی وجہ سے وصول ہونے ہیں۔

اس میں اصول یہ ہے کہ وصول کنندہ یہ قرضے وصول کرنے کے بعد سابقہ سالوں کی زکوٰۃ تو ادا نہیں کرے گا البتہ صرف اس سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا جس سال اسے یہ رقم ملی ہے۔

(۳) **دینِ ضعیف:** یہ وہ قابل وصول قرضے ہیں جو کسی سامان کی فروختگی یا قرضہ دینے کی وجہ سے قابلِ وصول نہ ہوں بلکہ کسی اور وجہ مثلاً وراثت، جہیز، کرایہ، تنخواہ یا پراویڈنٹ فنڈ کی ادائیگی کی وجہ سے وصول ہونے ہیں۔

اس کا اصول بھی یہی ہے کہ سابقہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، بلکہ صرف اسی سال کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے جس سال یہ رقم ملی ہے، بشرطیکہ زکوٰۃ کی فرضیت کی دیگر شرائط پائی جائیں۔

قابلِ ادا قرضہ

صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب وہ اتنی رقم کا مقروض نہ ہو کہ اگر وہ قرضہ ادا کرے تو صاحبِ نصاب نہ رہے۔ لہذا اگر کسی نے تھوڑا سا بھی قرضہ لیا ہے تو اسے نکال کر دیکھا جائے گا کہ کتنی رقم باقی بچی، اگر وہ نصاب کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی، ورنہ نہیں۔ البتہ یہ یاد رہے کہ یہ حکم عام قرضوں کا ہے، تجارتی قرضوں کا نہیں۔ چنانچہ اگر کسی شخص نے تجارتی قرضہ لے کر اس سے کوئی ایسی چیز خریدی جس پر زکوٰۃ نہیں ہے مثلاً مشینری تو ایسے قرضے کو قابلِ زکوٰۃ مال سے منہا نہیں کیا جائے گا۔

شرائطِ زکوٰۃ

(۱) **ملکیت** : قابلِ زکوٰۃ اشیاء زکوٰۃ ادا کرنے والے کی ملکیت میں ہونی چاہئیں۔

(۲) **قابلِ نمو**: وہ اشیاء جن کی مالیت میں از خود اضافہ ہوتا رہتا ہے، مثلاً سونا چاندی یا سامانِ تجارت۔ انہیں اموال النامیہ (بڑھوتری والا مال) بھی کہا جاتا ہے۔

(۳) **مالِ زکوٰۃ پر ایک سال مکمل گذر گیا ہو**: مثلاً اگر ایک آدمی کے پاس ایک سال یکم شعبان پر نصاب کے برابر مال آیا اور سال بھر اس کے پاس کم از کم نصاب کے برابر مال رہا، تو وہ اگلے سال یکم شعبان کو دیکھے گا کہ اس کے پاس مجموعی مال کتنا ہے، اس کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ نکالے گا۔ درمیان میں اگر مال میں اضافہ ہوا تو اس کا الگ سے پورا سال شمار نہیں کرے گا بلکہ وہ مال بھی اسی مال

میں شامل ہوکر اگلے سال کی مالِ زکوٰۃ میں شمار کیا جائے گا۔

( ) تملیک: یعنی جس شخص کو زکوٰۃ دی جائے اسے زکوٰۃ کے مال کا مالک بنانا ضروری ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت زکوٰۃ لینے والے پر کسی کام وغیرہ کی شرط جائز نہیں۔ اسی طرح کسی کام کے معاوضہ کے طور پر زکوٰۃ ادا نہیں کی جا سکتی۔ زکوٰۃ وصول کرنے والا کوئی انسان ہونا ضروری ہے، وقف، مسجد، ہسپتال یا اسکول کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مالِ تجارت پر زکوٰۃ

زیورات کے علاوہ کسی استعمالی مال پر زکوٰۃ نہیں، جب تک کہ اس کے حصول یا خریداری کے وقت اس کی تجارت (آگے فروختگی) کی نیت نہ کی ہو۔ اگر کوئی سامان اپنے استعمال کے لئے خریدا پھر اس کو بیچنے کی نیت کر لی تو وہ مالِ تجارت نہیں بنے گا اور اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی جب تک کہ اسے فروخت کر کے نقد میں تبدیل نہ کر دے۔ جب فروخت کر کے نقدی حاصل کر لے گا تو اس پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

جائیداد خواہ کرایہ پر چڑھی ہوئی ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے، البتہ اس کے کرایہ پر زکوٰۃ دینی ہوگی۔

کسی دوکان پر مالِ تجارت یا کسی فیکٹری یا مل کے خام مال یا پیداوار پر زکوٰۃ فرض ہے۔ ان تمام اشیاء کی ہول سیل قیمت پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

شیئرز یا سرٹیفیکیٹس کی بھی بازاری قیمت پر زکوٰۃ نکالی جائے۔ البتہ اگر ان کے پیچھے کچھ جامد اثاثے ہوں تو اس تناسب سے ان کی قیمت پر سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ مثلاً اگر شیئرز کے پیچھے ۳۰ فی صد جامد اثاثے ہوں اور اس کی قیمت ۱۰۰ روپے

ہوتو زکوٰۃ صرف ۷۰ روپے پر آئیگی۔

زیور پر زکوٰۃ

زیور خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ جو زیور کا مالک ہو اسے زکوٰۃ نکالنی چاہیے، البتہ سونے چاندی کے علاوہ زیور مثلاً آرٹیفیشل جیولری، قیمتی پتھر، جواہرات اور موتی وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے، لیکن اگر یہ اشیاء تجارت کے لیے خریدی ہیں تو پھر ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

اگر سونے کے زیورات میں کھوٹ غالب ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی بشرطیکہ انہیں تجارت کی غرض سے نہ خریدا ہو۔

زکوٰۃ کی نیت

زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے، تاہم جس دن زکوٰۃ فرض ہو، اس دن زکوٰۃ کی نیت سے پیسے الگ کر لئے اور پھر سال بھر زکوٰۃ ادا کرتا رہا تو پھر ہمیشہ الگ سے زکوٰۃ کی نیت کی ضرورت نہیں۔

اگر کسی غریب آدمی کو زکوٰۃ کی نیت کے بغیر کوئی پیسے دیئے اور پھر اسکی زکوٰۃ کی نیت کرنا چاہے تو اگر اس کے پاس وہ پیسے موجود ہوں تو اس پر زکوٰۃ کی نیت کر سکتا ہے ورنہ اگر وہ پیسے استعمال ہوگئے تو پھر اس پر زکوٰۃ کی نیت نہیں کی جا سکتی۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت جس شخص کو زکوٰۃ دے رہا ہے اسے بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے ہیں۔

اگر کسی شخص نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی کو وکیل بنایا تو وکیل کو دیتے وقت تو نیت کرے لیکن وکیل کا ادائیگی کے وقت نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

زکوٰۃ کے حساب کا طریقہ

سب سے پہلے جو اشیاء قابلِ زکوٰۃ ہیں انہیں شمار (جمع) کیا جائے۔
مثلاً: کُل سونا، چاندی، نقد مال، مالِ تجارت وغیرہ اس کے بعد اس میں سے قرضے منہا کیے جائیں جو باقی بچے اس کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے۔

صدقہ فطر کا نصاب

صدقہ فطر کا نصاب وہ مال کی مقدار ہے کہ جس کا مالک شرعاً مال دار کہلاتا ہے اور اسے زکوٰۃ و صدقات نہیں دیئے جاسکتے۔ اس کی مقدار ۳۶, ۶۱۲ گرام چاندی یا اس کی مالیت کے برابر سونا، نقدی سامانِ تجارت یا ضرورت سے زائد سامان ہے۔ جس کے اوپر صدقہ فطر واجب ہو وہ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے الگ الگ صدقہ فطر نکالے۔ صدقہ فطر کی مقدار پونے دو کلو گندم کا آٹا، یا اس کے برابر رقم ہے اور احتیاطاً دو کلو گندم کا آٹا یا اس کے برابر رقم ہے۔

مسنون اعمال عید الاضحیٰ

۱۔ عید الاضحیٰ کی رات میں ثواب کی خاطر جاگ کر عبادت کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دونوں عیدوں کی چاند رات کو جاگ کر عبادت میں گذار دے اس کا دِل اس روز مردہ نہیں ہوگا جس روز سب کے دل مردہ ہوجائیں گے۔

۲۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے،

ایک مرتبہ تکبیرِ تشریق بلند آواز سے ادا کرنا واجب ہے۔ مسافر، عورت اور منفرد کے لئے پڑھنا افضل ہے۔ تکبیراتِ تشریق مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ أکبر ، اللہ أکبر لا إلہ الا اللہ ، و اللہ أکبر ، اللہ أکبر وَلِلّٰہ الحمد۔

۳۔ یہ مستحب ہے کہ جب تک قربانی نہ کرلے ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے حجاجِ کرام کی مشابہت کرتے ہوئے نہ ناخن ترشوائے نہ بال کاٹے۔

۴۔ نویں ذوالحجہ کا روزہ رکھے۔

۵۔ جس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر عید الاضحیٰ کے تین دن (گیارہ، بارہ اور تیرہ تاریخ) کے اندر اندر قربانی واجب ہے۔

قربانی کا ثواب

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ کرام نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس سے کیا ملتا ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا کہ اگر جانور اون والا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔

امت کی طرف سے قربانی

حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو چت کبرے دنبوں کی قربانی فرمائی۔ پہلے دنبے کو ذبح کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ محمد اور آلِ

محمد کی طرف سے ہے۔ اور دوسرا دنبہ ذبح کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور اس نے میری تصدیق کی۔ (۱)

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دو چت کبرے دنبے قربان فرمائے۔ ایک اپنی طرف سے اور اپنے اہلِ بیت کی طرف سے۔ اور دوسرا دنبہ اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے ذبح فرمایا جو ذبح نہیں کر سکیں گے۔ (۲)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص اگر ایک یا کئی مسلمانوں کی طرف سے نفلی قربانی کرے گا تو انشاء اللہ اس کا ثواب دونوں کو ملے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (ابوداود)

قربانی کا طریقہ

قربانی کے لیے جانور کو قبلہ کی طرف لِٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اس کے گلے کی طرف سے چھری چلائے اور اسے ذبح کر دے۔ ذبح کرتے وقت تیزی سے چھری چلائے تا کہ جانور کو تکلیف کم ہو اور اس کی خون اور سانس کی رگیں اور غذا کی نالی

---

(۱) كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال :عن أبي طلحة قال :ضحى النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين أملحين فقال عند الأول :عن محمد و آل محمد، وقال عند الثاني :عمن آمن بي وصدقني من أمتي" .طب."

(۲) في المعجم الأوسط :حدثنا محمد بن عبد الله بن عرس ثنا حرملة بن يحيى ثنا بن وهب حدثني عبد الله بن عياش بن عباس القتباني ثنا عيسى بن عبد الرحمن حدثني بن شهاب عن سعيد بن المسيب عن أبي هريرة قال ضحى رسول الله صلى الله عليه و سلم بكبشين أملحين أحدهما عنه وعن أهل بيته والآخر عنه وعمن لم يضح من أمته :لم يرو هذا الحديث عن الزهري إلا عيسى بن عبد الرحمن ولا رواه عن عيسى إلا عبد الله بن عياش تفرد به بن وهب۔

کٹ جائے۔ البتہ جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی کھال نہ اتارے اور حرام مغز نہ کاٹے۔

ذبح کے وقت مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿٧٩﴾﴾ (سورۃ الانعام، آیت نمبر ٧٩)

ذبح کے بعد یہ دُعا مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّی کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ

قربانی کا جانور

ایک آدمی کی طرف سے ایک بکرا، بھیڑ، دنبہ مویشیوں میں سے ذبح کرے، لیکن گائے اور اونٹ کی قربانی میں سات آدمی تک شریک ہو سکتے ہیں۔ گائے اور اونٹ کے اندر ساتوں آدمی یا حصوں میں قربانی کی نیت ضروری ہے۔ کسی کی بھی اگر صرف گوشت کی نیت ہو قربانی کی نہ ہو تو سب کی طرف سے قربانی غلط ہو جائے گی۔

قربانی کے جانور کی عمر کم از کم یہ ہونی چاہیے: بکرا سال بھر کا، گائے بھینس دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا، دنبہ یا بھیڑ اگر اتنی صحت مند ہو کہ دیکھنے سے سال بھر کی لگے خواہ وہ حقیقت میں چھ ماہ کی ہو تب بھی جائز ہے۔

اگر کسی جانور کا کوئی عضو بالکل ناکارہ ہو یا وہ جانور اتنا ضعیف ہو کہ چل پھر نہ سکے تو ایسے جانور کی قربانی نہیں ہوتی۔

قربانی کی کھال کو صدقہ کر دینا چاہیے، تاہم خود جائے نماز وغیرہ بنا کر استعمال بھی کر سکتا ہے، لیکن فروخت نہیں کر سکتا۔ اگر فروخت کرے تو قیمت کسی غیر صاحبِ

نصاب غریب کو دینا ضروری ہے۔

قربانی کے گوشت کو غرباء کو تقسیم کرنا اور خود استعمال کرنا بھی جائز ہے۔ البتہ اگر اس میں سات افراد کے حصے ہوں تو انہیں تول تول کر برابر تقسیم کرے اور اگر اس طرح کرے کہ ایک شریک کے حصہ میں ایک پایہ، سری، مغز یا کلیجی میں سے کوئی ایک چیز آجائے تو اندازے سے بھی تقسیم کر سکتے ہیں بشرطیکہ تمام شرکاء اس پر راضی ہوں۔

کتاب الحج

کتاب الحج

حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ جس شخص کے پاس اتنے پیسے ہوں کہ وہ متوسط طریقے سے خرچ کر کے حج کر سکتا ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے حج کے بارے میں آیاتِ قرآنی اور ان کا ترجمہ پیش کریں گے پھر اس کے بارے میں احادیثِ نبوی (علی صاحبہا الصلاۃ والسلام) کا ایک انتخاب۔ اس کے بعد انشاء اللہ حج کے مختصر احکام بیان کئے جائیں گے۔

قرآنِ کریم کی آیات

قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ (سورۃ آل عمران، آیۃ نمبر ۹۷)

ترجمہ: اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ۝۱۵۸﴾

(سورة البقرة ، آية نمبر ۱۵۸)

ترجمہ: بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ لہٰذا جو شخص بھی بیت اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس کے لئے اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان چکر لگائے۔ اور جو شخص خوشی سے کوئی بھلائی کا کام کرے تو اللہ یقیناً قدر دان (اور) جاننے والا ہے۔

قرآنِ کریم میں مزید حج کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًی مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ۫ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۱۹۶﴾

(سورة البقرة ، آیت نمبر ۱۹۶)

ترجمہ: اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا پورا ادا کرو، ہاں اگر

تمہیں روک دیا جائے تو جو قربانی میسر ہو، (اللہ کے حضور پیش کردو)۔ اور اپنے سر اس وقت تک نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے۔ ہاں اگر تم میں سے کوئی شخص بیمار ہو، یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو روزوں یا صدقے یا قربانی کا فدیہ دے۔ پھر جب تم امن حاصل کرلو تو جو شخص حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی اٹھائے، وہ جو قربانی میسر ہو (اللہ کے حضور پیش کرے)۔ ہاں اگر کسی کے پاس اس کی طاقت نہ ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے، اور سات (روزے) اس وقت جب تم (گھروں کو) لوٹ جاؤ۔ اس طرح یہ کل دس روزے ہوں گے۔ یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھر والے مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور یہ جان رکھو کہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ؗ وَ اتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾﴾

(سورة البقرة، آية نمبر ۱۹۷)

ترجمہ: حج کے چند متعین مہینے ہیں، چنانچہ جو شخص ان مہینوں میں (احرام باندھ کر) اپنے اوپر حج لازم کرلے تو حج کے دوران نہ وہ کوئی فحش بات کرے، نہ کوئی گناہ، نہ کوئی جھگڑا۔ اور تم جو کوئی نیک کام کروگے، اللہ اس سے جان لے گا۔ اور (حج کے سفر

میں) زادِ راہ ساتھ لے جایا کرو، کیونکہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے، اور اے عقل والو! میری نافرمانی سے ڈرتے رہو۔

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۠ وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿١٩٨﴾﴾ (سورة البقرة، آية نمبر ۱۹۸)

ترجمہ: تم پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم (حج کے دوران تجارت یا مزدوری کے ذریعے) اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو۔ پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مشعر حرام کے پاس (جو مزدلفہ میں واقعہ ہے) اللہ کا ذکر کرو، اور اس کا ذکر اسی طرح کرو جس طرح اس نے تمہیں ہدایت کی ہے، جب کہ اس سے پہلے تم بالکل ناواقف تھے۔

﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٩٩﴾﴾

(سورة البقرة، آية نمبر ۱۹۹)

ترجمہ: اس کے علاوہ (یہ بات بھی یاد رکھو کہ) تم اسی جگہ سے روانہ ہو جہاں سے عام لوگ روانہ ہوتے ہیں۔ اور اللہ سے مغفرت مانگو۔ بیشک اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿٢٠٠﴾﴾

(سورة البقرة، آية نمبر ۲۰۰)

ترجمہ: پھر جب تم اپنے حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا اس طرح ذکر کرو جیسے تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر کرو۔ اب بعض لوگ تو وہ ہیں جو (دعا میں بس) یہ کہتے ہیں کہ: "اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما" اور آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

حج میں منیٰ میں قیام کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝﴾ (سورۃ البقرۃ، آیۃ نمبر ۲۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کو گنتی کے (ان چند) دنوں میں (جب تم منیٰ میں مقیم ہو) یاد کرتے رہو، پھر جو شخص دو ہی دن میں جلدی چلا جائے، اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو شخص (ایک دن) اور میں جائے، اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ڬ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (سورۃ آل عمران، آیۃ نمبر ۹۶،۹۷)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی

عبادت) کے لئے بنایا گیا یقینی طور پر وہ ہے جو مکہ میں واقع ہے (اور) بنانے کے وقت ہی سے برکتوں والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراھیم ہے، اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن پا جاتا ہے، اور لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، اور اگر کوئی انکار کرے تو اللہ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

سورہ مائدہ میں ارشاد ہے:

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَاۤئِدَ وَ لَاۤ اٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾

(سورة المائدة، آية نمبر ٢)

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی کرو، نہ حرمت والے مہینے کی، نہ ان جانوروں کی جو قربانی کے لئے حرم لے جائے جائیں، نہ ان پٹوں کی جو ان کے گلے میں پڑے ہوں، اور نہ ان لوگوں کی جو اللہ کا فضل اور اس کی رضا مندی

حاصل کرنے کی خاطر بیت حرام کا ارادہ لے کر جا رہے ہوں، اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کر سکتے ہو، اور کسی قوم کے ساتھ تمہاری یہ دشمنی کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم (ان پر) زیادتی کرنے لگو اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

سورۂ حج میں ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ﴿۲۷﴾ لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ وَ یَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ۚ فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَ اَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَہُمۡ وَ لۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَہُمۡ وَ لۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴿۲۹﴾﴾

(سورة الحج، آية نمبر ۲۷،۲۸،۲۹)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، کہ وہ تمہارے پاس پیدل آئیں، اور دور دراز کے راستوں سے سفر کرنے والی ان اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئیں جو (لمبے سفر سے) دبلی ہوگئی ہوں، ﴿۲۷﴾ تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں، اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا کئے ہیں چنانچہ (مسلمانو!) ان

جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ، اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلاؤ، ۲۸ پھر (حج کرنے والے) لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں، اور اپنی منتیں پوری کریں، اور اس بیت عتیق کا طواف کریں۔ ۲۹

﴿ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ ۳۰ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۳۱﴾

(سورة الحج، آية نمبر ۳۰، ۳۱)

ترجمہ: یہ ساری باتیں یاد رکھو، اور جو شخص ان چیزوں کی تعظیم کرے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے حرمت دی ہے، تو اس کے حق میں یہ عمل اس کے پروردگار کے نزدیک بہت بہتر ہے۔ سارے مویشی تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں، سوائے ان جانوروں کے جن کی تفصیل تمہیں پڑھ کر سنا دی گئی ہے۔ لہٰذا بتوں کی گندگی سے اور جھوٹی بات سے اس طرح بچ کر رہو۔ کہ تم یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانتے ہو۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر یا تو پرندے اسے اچک لے جائیں، یا ہوا اسے کہیں دور دراز کی جگہ لا

پھینکے۔ (۳۱)

﴿ ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٣٣ ﴾

(سورة الحج، آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: یہ ساری باتیں یاد رکھو، اور جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے، تو یہ بات دلوں کی تقوی سے حاصل ہوتی ہے۔ (۳۲) تمھیں ایک معین وقت ان (جانوروں سے) فوائد حاصل کرنے کا حق ہے، پھر ان کے حلال ہونے کی منزل اسی قدیم گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے آس پاس ہے۔ (۳۳)

﴿ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝٣٤ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝٣٥ ﴾

(سورة الحج: آیت نمبر ۳۴، ۳۵)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ ان مویشیوں پر اللہ کا نام لیں۔ جو اللہ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ لہذا خدا بس ایک ہی خدا ہے۔ چنانچہ تم اسی کی فرمانبرداری کرو، اور خوشخبری سنا دو، ان لوگوں کو جن کے دل اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔ جن کا حال یہ ہے کہ جب ان کے

سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، تو ان کے دلوں پر رُعب طاری ہو جاتا ہے، اور جو اپنے اوپر پڑنے والی ہر مصیبت پر صبر کرنے والے ہیں، اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں، اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے ہیں۔ ﴿۳۵﴾

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾﴾

(سورة الحج: آیت نمبر ۳۶)

ترجمہ: اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں شامل کیا ہے، تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔ چنانچہ جب وہ ایک قطار میں کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب (ذبح ہو کر) ان کے پہلو زمین پر گر جائیں، تو ان (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ، اور ان محتاجوں کو بھی کھلاؤ جو صبر سے بیٹھے ہوں، اور ان کو بھی جو اپنی حاجت ظاہر کریں، اور ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تمہارے تابع بنا دیا ہے تا کہ تم شکر گذار بنو۔ ﴿۳۶﴾

احادیث

حج کی فرضیت

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (اللہ تعالے کو اس کی پرواہ نہیں) اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ "اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے، ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں"۔ (۱)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیے (یعنی پھر تاخیر نہ کرے) (۲)۔

عمرہ کی حقیقت

حج کی طرح ایک عبادت اور ہے جس میں صرف طواف بیت اللہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنی ہوتی ہے۔ یہ سنت مؤکدہ ہے چونکہ عمرہ کی حقیقت حج ہی کے

---

(۱) سنن الترمذی :باب ما جاء فی إیجاب الحج بالزاد والراحلم :عن علی قال :قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من ملک زادا وراحلة تبلغه إلی بیت الله ولم یحج فلا علیه أن یموت یهودیا أو نصرانیا وذلک أن الله یقول فی کتابه (ولله علی الناس حج البیت من استطاع إلیه سبیلا) قال أبو عیسی هذا حدیث غریب لا نعرفه إلا من هذا الوجه وفی إسناده مقال و هلال بن عبد الله مجهول و الحارث یضعف فی الحدیث قال الشیخ الألبانی :ضعیف.

(۲) سنن أبی داود :عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم :مَنْ أَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَتَعَجَّلْ .

بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لیے اسے حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

حج اور عمرہ کی برکت

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کیا کرو، کہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مقبول کا صلہ تو بس جنت ہی ہے۔ (۱)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حج اور عمرے کے لیے جانے والے اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لیے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ رحمتیں ان کے لیے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لیے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان کے لیے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) سنن الترمذی :(باب ما جاء فی ثواب الحج والعمرة) عن عبد الله بن مسعود قال : قال رسول الله صلی الله علیه و سلم تابعوا بین الحج والعمرة فإنهما ینفیان الفقر والذنوب كما ینفی الكیر خبث الحدید والذهب والفضة ولیس للحجة المبرورة ثواب إلا فی الجنة .

(۲) سنن إبن ماجة :(باب فضل دعاء الحاج ,(عن أبی هریرة عن رسول الله صلی الله علیه و سلم : أنه قال (الحجاج والعمار وفد الله .إن دعوه أجابهم وإن استغفروه غفر لهم)

(۳) المعجم الأوسط :حدثنا الصائغ ثنا سعید بن یعقوب الطالقانی ثنا عبد الرحمن بن السفر الدمشقی ثنا الأوزاعی عن عطاء حدثنی بن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ینزل الله علی أهل المسجد مسجد مكة كل یوم عشرین ومائة رحمة ستین منها للطائفین وأربعین للمصلین وعشرین منها للناظرین :لم یرو هذا الحدیث عن الأوزاعی إلا عبد الرحمن بن السفر .

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کرلیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔ (۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا، پھر وہ راستے ہی میں (ان کاموں کو انجام دینے سے پہلے) مرگیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھے گا۔ (۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ کے گرد طواف کرنا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا، جمرات کو کنکریاں مارنا یہ سب اللہ کی یاد کو قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ (۳)

طواف میں رمل (کندھے ہلانا)

حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ فرمار ہے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکالنا کس وجہ سے ہے؟ حالانکہ اللہ تعالے نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹایا (اور یہ فعل جس کا ذکر روایات میں آیا ہے ان کو اپنی قوت دکھلانے

---

(۱) سنن الترمذی :(باب ما جاء فی فضل الطواف) عن ابن عباس قال :قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من طاف بالبیت خمسین مرة خرج من ذنوبه کیوم ولدته أمه.

(۲) شعب الإیمان للبیهقی :عن أبی هریرة قال :قال رسول الله صلی الله علیه و سلم: من خرج حاجا أو معتمرا أو غازیا ثم مات فی طریقه کتب الله له أجر الغازی و الحاج والمعتمر إلی یوم القیامة .

(۳) سنن الدارمی :عن عائشة قالت :إنما جعل الطواف بالبیت ورمی الجمار والسعی بین الصفا والمروة لإقامة ذکر الله قال أبو عاصم کان یرفعه قال حسین سلیم أسد :إسناده حسن .

کیلئے ہی شروع ہوا تھا) اس کے باوجود (کہ اب وہ مصلحت باقی نہ رہی) ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے وقت میں آپ کی اتباع اور حکم سے کرتے تھے (کیونکہ خود حضور ﷺ نے یہ عمل حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا حالانکہ اس وقت کوئی کافر نہیں تھا)۔ (۱)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کی طرف رُخ کیا پھر اس پر اپنے دونوں لب (مبارک) رکھ کر بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (۲)

عرفات کے مقام کی فضیلت

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) تو اللہ تعالے فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور

---

(۱) سنن أبی داود :(باب فی الرمل) ءَنْ زَیْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِیهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُولُ فِیمَ الرَّمَلاَنُ الْیَوْمَ وَالْکَشْفُ عَنِ الْمَنَاکِبِ وَقَدْ أَطَّأَ اللَّهُ الإِسْلاَمَ وَنَفَی الْکُفْرَ وَأَهْلَهُ مَعَ ذَلِکَ لاَ نَدَعُ شَیْئًا کُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَی عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ -صلی الله علیه وسلم .

(۲) سنن ابن ماجة: (باب استلام الحجر) حدثنا علی بن محمد . حدثنا خالی یعلی عن محمد بن عون عن نافع عن ابن عمر قال استقبل رسول الله صلی الله علیه و سلم الحجر. ثم وضع شفتیه علیه یبکی طویلا. ثم التفت فإذا هو بعمر بن الخطاب یبکی : فقال (یاعمر ههنا تسکب العبرات)فی الزوائد فی إسناده محمد بن عون الخراسانی ضعفه ابن معین وأبو حاتم وغیرهما

دھوپ میں چل رہے ہیں، میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔[1]

حج کی فرضیت

جس عاقل، بالغ، تندرست، بینا (دیکھنے والا) مسلمان کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ مکہ مکرمہ سواری پر متوسط طریقہ سے کھاتا پیتا چلا جائے اور گھر پر اپنی بیوی اور نابالغ بچوں کے لیے واپسی تک کھانے پینے کا سامان چھوڑ جائے، اور راستہ میں بھی امن وامان ہو تب حج فرض ہوتا ہے، نابالغ اور بالغ نابینا، یا اپاہج یا جس کا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کٹا ہوا ہو یا اتنا بوڑھا یا بیمار ہو کہ سخت مشقت کے بغیر سواری پر بھی سفر نہ کر سکے تو ایسے لوگوں پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ لوگ مشقت جھیل کر حج کر لیں تو فریضہ حج ادا ہو جائے گا، تندرست ہونے کے بعد دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔

حج زندگی میں صرف ایک بار کرنا فرض ہے اس سے زیادہ نفل ہے اور اس کا بہت ثواب ہے۔ نابالغ اگر حج ادا کر دے تو حج فرض ادا نہیں ہوگا، تاہم نفل حج کا ثواب ملے گا۔

حج کی فرضیت کے بعد بغیر کسی عذر کے تاخیر کرنا درست نہیں، اور تاخیر کا گناہ ہوگا، تاہم اگر تاخیر سے ادا کرے گا تو بھی ادا ہو جائے گا۔

وہ عذر جن کی وجہ سے حج کو موخر کرنا جائز ہے درج ذیل ہیں:

(۱) بیماری (۲) راستہ غیر محفوظ ہو

(۳) عورت عدت میں ہو۔

---

(۱) صحیح ابن خزیمة :(باب تباهی الله أهل السماء بأهل عرفات) عن جابر قال :قال رسول الله صلى الله عليه و سلم :إذا كان يوم عرفة إن الله ينزل إلى السماء فيباهي بهم الملائكة فيقول :انظروا إلى عبادي أتوني شعثا غبرا ضاحين من كل فج عميق أشهدكم إني قد غفرت لهم فتقول له الملائكة :إي رب فيهم فلان يزهو و فلان و فلان قال يقول الله :قد غفرت لهم قال رسول الله صلى الله عليه و سلم :فما من يوم أكثر عتيقا من النار من يوم عرفة.

(۴) عورت کے ساتھ محرم نہ ہو (بشرطیکہ مکہ مکرمہ مدت سفر سے زائد فاصلے پر ہو)۔

طریقۂ حج

میقات آنے سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔ چونکہ آجکل عموماً ہوائی جہاز سے سفر ہوتا ہے، اور ہوائی جہاز میں احرام باندھنا مشکل ہوتا ہے اس لئے ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے حضرات کو چاہیے کہ ایئر پورٹ پر جانے سے پہلے اپنے گھر میں غسل اور وضو کر کے احرام باندھ لیں، احرام کے لیے دو چادریں سفید جو کہ سلی ہوئی نہ ہوں ایک کمر کے ساتھ باندھ لیں، اور دوسری اوپر کے جسم پر لے کر دو رکعت نماز نفل پڑھیں، نفل پڑھتے وقت اوپر والی چادر سے سر ڈھانک لیں کیونکہ احرام کی حالت محض چادریں پہننے سے شروع نہیں ہوتی بلکہ تلبیہ (یعنی لبیك اللّٰهم لبیك الخ) پڑھنے سے شروع ہوتی ہے۔ نفل پڑھنے کے بعد جس قسم کے حج کا ارادہ ہو اس کی نیت کرے۔ حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حِج تمتع

تمتع اس حج کو کہتے ہیں کہ پہلے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دیا جائے اور پھر حج کے لیے دوبارہ احرام باندھا جائے۔ ایسے لوگوں کو نفلیں پڑھنے کے بعد یہ دعا کرنی چاہئے:

اَللّٰهم اِنّی اُرِیدُ العُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِی وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّی۔

(۲) حِج قِران

اس کو کہتے ہیں کہ ایک ہی احرام سے پہلے عمرہ ادا کیا جائے اور پھر احرام نہ کھولا

جائے اور اسی احرام سے حج ادا کیا جائے، ایسے لوگ یہ دعا کریں:

اَللّٰھم اِنّی اُرِیدُ الحَجَّ وَ العُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِی وَ تَقَبَّلْھُمَا مِنّی

(۳) حجِ افراد

اس کو کہتے ہیں کہ عمرہ نہ کیا جائے صرف حج کا احرام باندھا جائے، ایسے لوگ یہ دعا کریں:

اَللّٰھُمَّ انی اُرِیدُ الحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنّی

سب سے افضل حج قران پھر تمتع پھر افراد ہے۔ قران اور تمتع کے حج میں پہلے عمرہ کیا جاتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ قران میں عمرے کے بعد احرام نہیں کھولتے لیکن تمتع میں عمرہ کے بعد احرام کھولتے ہیں پھر ایام حج میں دوبارہ احرام باندھتے ہیں، جس کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔ پہلے عمرہ کا طریقہ سمجھنا ضروری ہے:

عمرہ کا طریقہ

سب سے پہلے عمرہ کی نیت کریں، اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ انی اُرِیدُ العُمْرَۃَ فَیَسِّرْھَا لِی وَ تَقَبَّلْھَا مِنّی۔

یعنی اے اللہ میں عمرہ کا اردہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرما دیجئے اور قبول فرما لیجئے۔

اس کے بعد تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ ، لَبَّیکَ لاَ شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیک ، اِنَّ

الحمدَ و النّعمةَ لكَ و المُلك ، لا شَريكَ لكَ۔

تلبیہ پڑھنے کے بعد احرام کی پابندیاں شروع ہو جائیں گی، اور چونکہ اس بات کا بعض اوقات اندیشہ ہوتا ہے کہ جہاز لیٹ ہو جائے، اس لئے یہ بھی جائز ہے کہ تلبیہ فوراً نہ پڑھیں، بلکہ جہاز کے روانہ ہونے کے بعد میقات آنے سے پہلے پہلے کسی بھی وقت پڑھ لیں۔

احرام کی پابندیاں

مندرجہ ذیل کام احرام کی حالت میں ممنوع ہیں :

۱۔ خوشبو لگانا

۲۔ سلا ہوا کپڑا پہننا (یہ پابندی صرف مردوں کیلئے ہے)۔

۳۔ ایسے جوتے یا موزے پہننا جن سے ٹخنے اور پیر کے اوپر کی ہڈی چُھپ جائے (صرف مردوں کیلئے)۔

۴۔ سر ڈھانکنا (صرف مردوں کیلئے)

۵۔ چہرہ ڈھانکنا

۶۔ بال کاٹنا

۷۔ ناخن کاٹنا

۸۔ میاں بیوی کا جماع کرنا

۹۔ واجباتِ حج میں سے کسی واجب کا ترک کرنا

۱۰۔ خشکی کے جانور کو شکار کرنا

جنایاتِ احرام

احرام میں مندرجہ بالا جو باتیں ممنوع ہیں وہ اگر کرلیں تو وہ جنایت کہلاتی ہے،

اگر ان میں سے کسی کی خلاف ورزی ہوجائے تو کسی مفتی سے معلوم کیا جائے کہ اس صورت میں اس کا کفارہ کیا ہوگا۔

تلبیہ پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھیں اور اس کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْاَلُکَ رِضَاکَ وَ الْجَنَّۃَ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَ النَّارِ

اس کے بعد وقتاً فوقتاً تلبیہ پڑھتے رہیں۔

میقاتِ احرام

احرام یا تو گھر سے باندھ کر چلیں یا میقات آنے سے پہلے پہلے باندھ لیں اس کے بعد جائز نہیں۔

میقات وہ جگہیں ہیں جن کے پار عُمرہ یا حج کرنے والا بغیر احرام کے نہیں جا سکتا، وہ جگہیں درج ذیل ہیں:

یلملم (یمن والوں کے لیے)، ذات عِرق (عراق والوں کیلئے)، جُحفہ (شام والوں کیلئے)، ذوالحُلیفہ (مدینہ والوں کیلئے) اور نجد والوں کے لیے قرن۔ پاکستان سے بذریعہ ہوائی جہاز جائیں تو ہوائی جہاز قرن سے گذر کر جاتا ہے۔ اس سے پہلے پہلے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھ لینا ضروری ہے۔ عموماً جہاز میں اس کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔

مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے آداب

باب السلام سے مسجد میں داخل ہونا بہتر ہے، لیکن کسی اور دروازے سے داخل ہونا

بھی بلا کراہت جائز ہے۔ جب داخل ہوں تو تلبیہ پڑھتے ہوئے عاجزی کے ساتھ یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَ سَھِّلْ عَلَیْنَا أَبْوَابَ رِزْقِکَ

اور درود شریف پڑھیں، جب بیت اللہ پر نظر پڑے تو اللہ اکبر لا اِلٰہ اِلّا اللہ تین مرتبہ پڑھیں اور دعا مانگیں، اس وقت دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ پھر مسجد میں آکر سب سے پہلے طواف کریں بشرطیکہ نماز فرض یا جماعت یا وتر یا سنت موکدہ فوت ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ ورنہ پہلے ان کو ادا کر کے پھر طواف شروع کریں۔

طواف کرنے کا طریقہ

حجرِ اسود سے طواف شروع کرنا واجب ہے اگرچہ اس کے مقابل دور ہی جگہ ملے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے سامنے جس طرف حجر اسود ہے اس طرف آکر اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل آجائے اور سارا حجر اسود داہنی طرف رہ جائے تو طواف کی نیت کر کے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْحَرامِ فَیَسِّرْہُ لِی وَ تَقَبَّلْہُ مِنّی

اس کے بعد ذرا داہنی طرف کو چلیں جب حجر اسود کے بالکل سامنے آجائیں تو جیسے نماز میں ہاتھ اٹھاتے ہیں اس طرح کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور کہیں:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ لِلّٰہِ الحَمْدُ وَ الصلاۃُ والسّلامُ علی رسولِ اللّٰہِ اللّٰھمَّ اِیماناً بِكَ وَ وفاءً بعھدكَ واتّباعاً لِسنّۃِ نبیّكَ محمدٍ صلّی اللّٰہُ عَلیہِ وسلَّمَ۔

پھر ہاتھ چھوڑ کر استلام کریں، یعنی اپنی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر بوسہ دیں۔ اگر رش اور ہجوم کی وجہ سے مشکل ہو تو کسی مسلمان کو تکلیف دینے سے بچنے کی خاطر صرف کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کر کے اوپر ذکر کردہ تکبیر پڑھیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو بوسہ دیں (گویا کہ یہ حجر اسود کو بوسہ دینے کے قائم مقام ہے)، استلام کے بعد واجب ہے کہ داہنی طرف کعبہ کے دروازہ والی طرف چلیں کہ بیت اللہ بائیں کندھے کی جانب رہے۔ پورے کعبہ کا طواف اسی طرح کریں، حطیم کے باہر سے طواف کریں اس کے اندر طواف نہ کریں۔ طواف کرتے ہوئے رکن یمانی پر آئیں تو اس کو بھی استلام کرنا مستحب ہے رکنِ یمانی کعبہ شریف کا جنوب مغربی کونہ ہے۔ یہاں صرف داہنا ہاتھ لگانا مسنون ہے اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ سے اشارہ یا بوسہ وغیرہ نہ دیں۔

جب پھر حجر اسود کے پاس آئیں تو حسب سابق پھر استلام کریں البتہ کانوں تک ہاتھ اٹھانے کے بجائے صرف حجر اسود تک ہاتھ اٹھا کر ہتھیلیوں کو حجر اسود کی طرف کر کے تکبیر پڑھ کر ہتھیلیوں پر بوسہ دیدیں۔

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان مندرجہ ذیل دعا ماثور ہے:

ربّنا آتِنا فی الدنیا حَسَنَۃً وفی الآخِرۃِ حَسَنۃً وَقِنا عذابَ النّار و اَدخِلنا الجنّۃَ مع الابرارِ۔ یَا عَزیزُ یاَ غَفّارُ ,یا رَبَّ العالَمینَ.

طواف کے دوران قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اذکار، درود شریف اور دعا وغیرہ کرتے رہنا چاہئے۔

طواف میں حجر اسود سے کعبہ کا چکر لگا کر جب دوبارہ حجر اسود پر پہنچیں گے تو ایک چکر مکمل ہوگا جسے شوط کہا جاتا ہے، اس طرح سات شوط مکمل کرنا ضروری ہیں۔

طواف میں اضطباع اور رمل

جس طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ہو، تو اس میں رمل اور اضطباع سنتِ مؤکدہ ہے۔ رمل یہ ہے کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں تھوڑا اکڑ اکڑ کر اور کندھے ہلا ہلا کر چلا جائے اور اضطباع یہ ہے کہ طواف کے ساتوں چکروں میں دائیں کندھے کو چادر سے نہ ڈھانکا جائے اور چادر دائیں کندھے کی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالی جائے۔

سات چکر مکمل ہونے کے بعد ملتزم (حجر اسود اور کعبہ کے دروازہ کے درمیانی جگہ) پر خُوب دعا کریں اس کے بعد مقام ابرٰہیم کے پیچھے جا کر دو رکعت نماز اس طرح ادا کریں کہ مقامِ ابراھیم آپ کے اور کعبہ شریف کے درمیان آجائے۔ طواف کے بعد یہ نماز واجب ہے۔ اس کے بعد زمزم پیئیں۔ اور پھر سعی کے لیے صفا مروہ کی جانب چلے جائیں۔ لیکن سعی کو جانے سے پہلے ایک مرتبہ پھر حجرِ اسود کا استلام مستحب ہے۔

سعی کا طریقہ کار

صفا کے مقام پر پہنچ کر سعی کی نیت کریں اور یہ دعا کریں کہ اے اللہ میں صفا مروہ کی سعی کا ارادہ کرتا ہوں اسے آسان فرما اور قبول فرما۔ اس کے بعد قبلہ رُو ہو کر حمد وثنا اور تکبیر پڑھیں اور پھر مروہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ راستہ میں جب دو سبز ستون آئیں تو ان کے درمیان متوسط انداز میں دوڑیں اور یہ دعا پڑھیں:

رَبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اعْفُ عَنَّا وَ تَكَرَّمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمْ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ۔

اس کے بعد مروہ کے مقام پر پہنچ کر قبلہ رُخ ہو کر حمد وثنا اور تکبیر پڑھ کر دعا مانگ کر پھر صفا کی جانب روانہ ہو جائیں۔ صفا مروہ کے سعی کے دوران ذکر، قرآنِ کریم

کی تلاوت، درود شریف اور دعا کثرت کے ساتھ کریں۔اس طرح صفا مروہ کے درمیان سات چکر مکمل کرلیں۔سعی کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے۔

حلق (سر کے پورے بال مُنڈوانا) یا قصر (بال چھوٹے کروانا) کروائیں۔اب عُمرہ مکمل ہوگیا۔اس کے بعد احرام کھول کر مکہ مکرمہ میں رہیں اور جتنے زیادہ ہوسکیں نفلی طواف کریں۔

نفلی طواف

نفلی طواف کا طریقہ کار بھی عمرہ کے طواف کی طرح ہوتا ہے،جس کی تفصیل پیچھے گذری،تاہم اس میں احرام،اضطباع اور رمل نہیں ہوتا۔

حج کا طریقہ

سات ذوالحجہ گذرنے کے بعد مغرب سے ایام حج کی ابتدا ہوجاتی ہے۔لہذا اس رات منیٰ جانے کی تیاری کرلیں،اگر حج قران یا افراد کا احرام نہیں باندھا ہوا ہے تو ناخن کاٹ لیں،مونچھ ترشوالیں،بغل اور زیر ناف بال صاف کر کے آٹھ ذوالحجہ کی صبح کو غسل کر کے احرام پہن لیں۔اور اگر پہلے سے حج افراد یا قران کا احرام باندھا ہوا ہے تو وہی کافی ہے۔اور حج کی نیت کر کے یہ دعا کریں کہ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان فرمادیں اور قبول فرمالیں۔پھر تلبیہ پڑھ لیں۔اس کے بعد احرام کی وہی پابندیاں شروع ہوجائیں گی جو پیچھے عمرہ کے بیان میں گذری ہیں۔

پھر آٹھ تاریخ کی ظہر،عصر،مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ میں ادا کریں۔البتہ اگر کسی وجہ سے منیٰ پہنچنے میں دیر ہوجائے تو اس سے کوئی دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

ذوالحجہ عرفہ کا دن

نو تاریخ کی فجر منیٰ میں ادا کر کے تکبیر تشریق پڑھ کر تلبیہ پڑھیں اور عرفہ (عرفات) جانے کی تیاری کریں اور زوال سے پہلے پہلے عرفہ پہنچ جائیں۔ وہاں پہنچ کر غسل یا وضو کر کے کھانا وغیرہ کھالیں، زوال کے بعد وقوف عرفہ شروع ہو جائے گا، اس میں کھڑے ہو کر خوب الحاح و زاری سے دعا، ذکر اور استغفار میں مشغول ہو جائیں۔ یہ تمام کام کھڑے ہو کر کرنا افضل ہے اگر چہ بیٹھنا بھی جائز ہے۔ اگر نمازِ ظہر مسجد نمرہ میں ادا نہ کر سکیں تو ظہر کی نماز ظہر کے وقت میں جماعت کے ساتھ اور عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں اور پھر اپنا وقوف مغرب کے وقت تک جاری رکھیں۔

مزدلفہ کی طرف روانگی

جب عرفات کے مقام پر سورج غروب ہو جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے مغرب کی نماز ادا کئے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ مغرب سے پہلے عرفات کی حدود سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

مغرب اور عشاء کی اکٹھی نماز

جب مزدلفہ میں عشاء کی نماز کا وقت ہو جائے تو ایک اذان اور ایک اقامت سے مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کریں، دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت اور نفل بھی نہ پڑھیں بلکہ مغرب اور عشاء کی سنتیں عشاء کی نماز کے بعد ادا کریں اس کے بعد عشاء کی سنتیں اور وتر ادا کریں۔

وقوفِ مزدلفہ

مزدلفہ کی رات بڑی مبارک رات ہے اس رات عبادت اور دعا کا بہت ثواب ہے۔ اس رات جمرات پر کنکریاں مارنے کے لیے کنکریاں بھی چُنیں۔ بڑے چنے کے دانہ کے برابر تقریباً ستر کنکریاں چنیں۔ فجر کی نماز اذان اقامت اور جماعت کے ساتھ سنتیں پڑھ کر ادا کریں، اس کے بعد وقوفِ مزدلفہ کریں اور کھڑے ہو کر تلبیہ اور ذکر و دعا کریں۔ جب سورج نکلنے والا ہو تو منیٰ کی جانب روانہ ہو جائیں۔

۱۰ ذوالحجہ کا دن

۱۰ ذوالحجہ کو منیٰ پہنچ کر جمرہ عقبہ کی رمی کریں یعنی اس پر سات کنکریاں ماریں۔ اُس دن طلوعِ آفتاب کے بعد دن بھر میں کسی بھی وقت کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔ بلا عذر کنکریاں مارنے کو غروبِ آفتاب تک مؤخر کرنا خلافِ سنت ہے۔ البتہ خواتین اور بوڑھے نیز معذور حضرات اگر دن میں ہجوم کی شدت کی وجہ سے کنکریاں نہ مار سکیں تو ان کے لئے دن گذرنے کے بعد رات کو کنکریاں مارنے کی بھی گنجائش ہے۔

جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے ہی تلبیہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر حج قران یا تمتع کیا ہے تو قربانی کریں، جو واجب ہے۔ افراد کرنے والوں کے لئے حج کی قربانی واجب نہیں، لیکن اگر وہ بھی کرلیں تو بڑا ثواب ہے۔

قُربانی

قربانی کے تین دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ہیں۔ قربانی خود کرنا بہتر ہے لیکن کسی با اعتماد آدمی کے ذریعہ بھی کروائی جاسکتی ہے۔

حلق یا قصر

قربانی سے فارغ ہو کر حلق (پورے سر کے بال منڈو) یا قصر (بال چھوٹے کروانا) کروائیں۔ اس کے بعد طوافِ زیارت کریں۔

طوافِ زیارت اور سعی

اس کا وقت ۱۰ تاریخ سے لے کر ۱۲ تاریخ کی مغرب تک ہے۔ اس کے طواف کا وہی طریقہ ہے جو پیچھے عمرہ کے بیان میں گذرا ہے۔ اس طواف کے بعد سعی کریں اس کا بھی وہی طریقہ ہے جو سعی کے بیان میں گذرا ہے۔

منیٰ واپسی

طوافِ زیارت کے بعد منیٰ واپس آجائیں، پھر گیارہ ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد تین جمرات کی رمی کریں۔

تین جمرات کی رمی (گیارہ ذوالحجہ)

گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنی ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جمرہ اولیٰ (پہلے جمرہ) پر سات کنکریاں مار کر جمرہ سے ذرا دائیں طرف آگے بڑھ کر قبلہ رُخ کھڑے ہوں اور دعا کریں پھر آگے جا کر جمرہ وسطیٰ پر سات کنکریاں مار کر اسی طرح قبلہ رخ ہو کر دعا مانگیں، اس کے بعد آگے چل کر جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مار کر سیدھے منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر چلے آئیں۔ اس جمرہ پر کنکریاں مارنے کے بعد دعا کے لئے ٹھہرنا مسنون نہیں ہے۔ خوب ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور ساری نمازیں منیٰ میں جماعت سے ادا کریں۔

بارہ ذوالحجہ

پھر بارہ تاریخ کو اسی طرح تینوں جمرات کی رمی کریں جس طرح گیارہ تاریخ کو کی تھی۔ آج کی رمی کے بعد اختیار ہے، چاہیں تو مغرب سے پہلے مکہ واپس آجائیں یا مزید ایک دن قیام کر کے تیسرے دن (تاریخ کو) بھی اسی طرح رمی کریں جس طرح بارہ تاریخ کو کی تھی۔

مکہ واپسی

بارہ یا تیرہ تاریخ کو مکہ واپس آکر جب تک مکہ مکرمہ میں رہنا ہو، نفلی طواف جتنے چاہیں کر سکتے ہیں، اور جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کا وقت آئے تو طواف وداع کریں۔ اس کا وہی طریقہ ہے جو طواف کے بیان میں پیچھے گذرا ہے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ زیارت کے لیے تشریف لے جائیں۔

مدینہ منورہ کی حاضری

اس کے بعد مدینہ پہنچ کر اچھی طرح غسل کر کے خوشبو لگا کر مسجدِ نبوی جا کر روضہ مبارک پر حاضری دیں۔

حضور اکرم ﷺ کے روضہ کی زیارت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کرے اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرے۔ [1]

---

(۱) شعب الإيمان للبيهقي:(فضل الحج والعمرة) , عن ابن عمر مرفوعا :من حج فزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي.

ایک حدیث میں آتا ہے:

من زار قبری وجبت له شفاعتی[1]

ترجمہ: جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس پر میری شفاعت واجب ہوگی۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

من جاء نی زائرا لا تحمله حاجة إلا زيارتی كان حقا علی أن أكون له شفيعا يوم القيامة[2]

ترجمہ: جو شخص میری زیارت کو آئے اور اسے میری زیارت کے علاوہ وہاں حاضری کا کوئی اور مقصد نہ ہو تو اس کا مجھ پر حق ہے کہ میں اسکی شفاعت کروں۔

روضہ مبارک کی دعا

مسجد نبوی میں ادب واحترام کے ساتھ روضہ مبارک پر آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح سلام پیش کریں:

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلَيكَ يا رَسُولَ اللهِ

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلَيكَ ياسَيِّدِی يَا نبیّ الله

اَلصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلَيكَ ياسَيِّدِی يَا حَبيبَ اللهِ

اَلصَّلوٰةُ وَ السَّلامُ عَلَيكَ يا رَحْمَةً لِلْعالمينَ ,اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيتَ الأمَانَةَ وَ جَاهَدْتَّ فِی سَبِيلِ اللهِ حَقَّ جِهادِهِ وَ عَبَدْتَّ رَبّكَ حَتی أَتَاكَ اليَقِينُ

---

(۱) شعب الإيمان للبيهقی: (فصل فی زهد النبی)

(۲) سنن ابن ماجة :باب فضل المدينة، (من استطاع منكم أن يموت بالمدينة) أی يأن لا =

اس کے بعد ایک قدم چل کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیں:

السَّلامُ عَلَیکَ یا خَلِیفَةَ رَسُولِ اللهِ أبابَکْرِ نِ الصِّدِّیقَ جَزاکَ اللهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا

اس کے بعد ایک قدم چل کر حضرت عمر فاروقؓ کی قبر کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیں:

السَّلامُ عَلَیکَ یا أَمیرَ المُؤْمِنِینَ عُمَرَ الفَارُوقَ الَّذِی أَعَزَّ اللهُ بِهِ الإسْلامَ جَزاکَ اللهُ عَنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَیْراً

اس کے بعد قبلہ رُخ ہو کر دعا کریں۔ مدینہ میں قیام کے دوران جنت البقیع، مسجد قبا، اُحد اور مقامات مقدسہ کی زیارت کریں اور درود شریف کثرت سے کریں۔

افعال عمرہ اور حج کے مختلف مراتب

عمرہ اور حج کے افعال میں بعض افعال شرط ہیں یعنی جن کے بغیر وہ فعل شروع ہی نہ ہوگا مثلاً احرام اور بعض افعال فرض یا رُکن ہیں کہ جن کے بغیر وہ فعل ادا نہ ہوگا، اور بعض افعال واجب ہیں جن کے ادا نہ کرنے سے فرض ادا ہو جائے گا لیکن نُقص کے

= یخرج منها إلى أن یموت .قال الدمیری فائدة زیارة النبی صلى الله علیه و سلم من أفضل الطاعات وأعظم القربات لقوله صلى الله علیه و سلم (من زار قبری وجبت له شفاعتی)۔ رواه الدارقطنی وغیره .وصححه عبد الحق ,ولقوله صلى الله علیه و سلم (من جاء نی زائرا لا تحمله حاجة إلا زیارتی کان حقا علی أن أکون له شفیعا یوم القیامة) رواه الجماعة۔ منهم الحافظ أبو علی بن السکن فی کتابه المسمى بالسنن الصحاح .فهذان إمامان صححا هذین الحدیثین وقولهما أولى من قول من طعن فی ذلک۔ نقله المسندی .قال الشیخ الألبانی: صحیح۔

ساتھ، اس کے نُقص کی تلافی کے لیے دم واجب ہوگا۔ بعض افعال صرف مستحب ہیں کہ کرنے پر مزید ثواب ملے گا چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں۔

اب عمرہ اور حج کی تینوں قسموں کے افعال کے یہ مراتب ذکر کیے جاتے ہیں:

افعالِ عمرہ

(۱)	احرام	شرط
(۲)	طواف	رکن
(۳)	سعی	واجب
(۴)	حلق یا قصر	واجب
(۵)	طواف میں رمل اور اضطباع	سنت

افعالِ حج

افعال	حج افراد	حج تمتع	حج قران
احرام	شرط	شرط	شرط
طواف قدوم	سنت		
طواف عمرہ		رکن	رکن
ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھنا			شرط
وقوف عرفہ	رکن	رکن	رکن
وقوف مزدلفہ	واجب	واجب	واجب
رمی جمرہ عقبہ	واجب	واجب	واجب
قربانی	اختیاری	واجب	واجب
حلق یا قصر	واجب	واجب	واجب
طواف زیارت	رکن	رکن	رکن
سعی	واجب	واجب	واجب
رمی جمار (تینوں جمرات کی رمی)	واجب	واجب	واجب
طواف وداع	واجب	واجب	واجب

مصنّف کا تعارف

ڈاکٹر مولانا محمد عمران عثمانی ابن حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدّ ظلہم جامعہ دار العلوم کراچی سے عالمیہ اور تخصص فی الافتاء کے علاوہ عصری علوم میں ایل ایل بی اور ایم فل و پی ایچ ڈی کی ڈگری بھی رکھتے ہیں۔ آپ ۱۹۹۰ء سے جامعہ دارالعلوم کراچی میں درسِ نظامی کے تقریباً تمام مضامین کی تدریس کرتے رہے ہیں اور اب فقہ اور حدیث کے استاذ ہیں۔ اس کے علاوہ جامعہ دارالعلوم کے مرحلہ متوسطہ کے نگران اور حراء فاونڈیشن (اسکول و یونیورسٹی پروجیکٹ) کے بانی ڈائریکٹر بھی ہیں۔

آپ تدریس کے علاوہ ۱۹۹۷ء سے اسلامی بنکاری سے بھی وابستہ ہیں اور پاکستان میں میزان بنک کے شریعہ ایڈوائزر اور پروڈکٹ ڈیولپمنٹ اور شریعہ ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ بھی ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے شرعی مشیر یا شریعہ بورڈ ممبر بھی رہے ہیں، جن میں مشرق اوسط اور یورپ اور افریقہ کے متعدد مالیاتی ادارے شامل ہیں اس کے علاوہ بہت سے اسلامی فنڈز اور صکوک کے بھی مشیر ہیں۔

آپ ملکی و غیر ملکی بین الاقوامی کانفرنسوں میں بطور مقرر بلائے جاتے ہیں۔ آپ ملکی و غیر ملکی بہت سی جامعات میں لیکچر بھی دیتے رہے ہیں،

آپکی درج ذیل تصنیفات شائع ہو چکی ہیں:

۱۔ شرکت و مضاربت عصر حاضر میں

۲۔ فتنوں کے عروج اور قیامت کے آثار

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ

۵۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

۶۔ اسلامی بنکاری کا ایک تعارف

۷۔ سود پر تاریخی فیصلہ (ترجمہ)
ڈاکٹر مولانا محمد عمران اشرف عثمانی صاحب

۸۔ ارکانِ اسلام

۹۔ کتاب المعاملات (زیر طبع)

۱۰۔ کتاب العقائد، کتاب الطہارۃ، کتاب الصلاۃ، کتاب الصوم، کتاب زکوۃ، کتاب الحج

۱۱۔ Meezan bank's Guide to Islamic banking 1st & 2nd Edition

۱۲۔ Islamic Finance published by IBP

۱۳۔ Islamic Names

۱۴۔ Guide To Zakah Understanding & Calculation

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴
(Quranic Studies Publishers)